﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد21

جمعۃ المبارک 07؍فروری 2014ء

07؍ربیع الثانی 1435 ہجری قمری ❁ 07؍تبلیغ 1393 ہجری شمسی

شمارہ06

اللہ تعالیٰ کا بندے سے محبت کا اشتیاق

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو شخص مجھ سے بالشت بھر قریب ہوتا ہے میں اس سے گز بھر قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔ اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب التوحید حدیث نمبر6856)

اصلاح کا طریق ہمیشہ وہی مفید اور نتیجہ خیز ثابت ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اذن اور ایماء سے ہو۔ اگر ہر شخص کی خیالی تجویزوں اور منصوبوں سے بگڑی ہوئی قوموں کی اصلاح ہوسکتی تو پھر دنیا میں انبیاء علیہم السلام کے وجود کی کچھ حاجت نہ رہتی۔

اس لیے جب تک آسمانی کشش اور آسمانی تائیدات کسی کو نہ دی جاویں کامیابی ہو نہیں سکتی۔

خوب یاد رکھو کہ قلوب کی اصلاح اُسی کا کام ہے جس نے قلوب کو پیدا کیا ہے۔ نرے کلمات اور چرب زبانیاں اصلاح نہیں کرسکتی ہیں۔ بلکہ ان کلمات کے اندر ایک روح ہونی چاہیے۔

اصل بات یہ ہے کہ ؎ خدارا بخدا تواں شناخت۔ اور یہ ذریعہ بغیر امام نہیں مل سکتا۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے تازہ بتازہ نشانوں کا مظہر اور اس کی تجلیات کا مورد ہوتا ہے۔

1902ء میں ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ بمقام امرتسر ہوا تھا۔ اس جلسہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنے رسل بغرض تبلیغ بھیجے تھے۔ 13؍اکتوبر کو جلسہ سے واپس آنے پر بعض اور لوگ بھی دارالامان آئے۔ سلسلہ کلام میں ندوہ کے متعلق ذکر آیا کہ وہ بحث مباحثہ سے الگ رہ کر اصلاح چاہتے ہیں۔ اس پر فرمایا:

''اگر ندوہ کا دعویٰ اصلاح ہے تو امر تنقیح طلب یہ ہے کہ اصلاح کس طرح ہوسکتی ہے اور کن راہوں سے ہو رہی ہے اور اسلام پر کیا حملہ ہو رہا ہے؟ اس کی مدافعت اور انسداد کی تدابیر کا سوال بے محل اور ایسا دعویٰ خیالی دعویٰ ہوگا۔

پھر قابل غور امر یہ ہے کہ ان ساری خرابیوں کا انسداد ارضی طاقت سے ہوسکتا ہے یا آسمانی تائیدات سے؟ اگر ندوہ والے چاہتے ہیں کہ لوگ پڑھ کر یعنی انگریزی تعلیم حاصل کر کے نوکر ہو جائیں اور ان کو ملازمت کے لیے آسانیاں ہوں تو یہ دین کا کام نہیں ہے۔ یہ تو قوم کو غلام بنانے کی تدابیر ہیں۔ اور اگر ان کی غرض دینی اصلاح ہے تو پھر یاد رکھیں کہ ؎

خدا را بخدا تواں شناخت

اس اصل کو چھوڑ کر جو شخص چاہتا ہے کہ دینی اصلاح ہو جاوے وہ کبھی اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس خشک اور خیالی اصلاح سے کیا فائدہ ہوگا۔ جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائیدیں اور نصرتیں نہیں ہیں۔ وہ باتیں جو نری لفّاظی کے طور پر بیان کی جاویں یا قصّہ اور کہانی کی طرح گزشتہ امور پر جس کا حوالہ ہو ان کی پہلے سے کیا کمی ہے جو ایک خاص جماعت اپنا وقت اور غریب مسلمانوں کا روپیہ لے کر صَرف کرے اور نتیجہ کچھ بھی نہ ہو۔ میں اس قسم کی کارروائیوں کو کبھی پسند نہیں کرتا۔ ایسی باتوں سے ریاکاری اور نفاق کی بُو آتی ہے۔ کیونکہ یہ طریق اس مطلب اور غرض کے حصول سے کوسوں دور ہے جس کے لیے انسان پیدا کیا گیا ہے اور جس طرح دنیا کی اصلاح ہوا کرتی ہے وہ رنگ اس میں موجود نہیں ہے۔

اصلاح کا طریق ہمیشہ وہی مفید اور نتیجہ خیز ثابت ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اذن اور ایماء سے ہو۔ اگر ہر شخص کی خیالی تجویزوں اور منصوبوں سے بگڑی ہوئی قوموں کی اصلاح ہوسکتی تو پھر دنیا میں انبیاء علیہم السلام کے وجود کی کچھ حاجت نہ رہتی۔ جبتک کامل طور پر ایک مرض کی تشخیص نہ ہو اور پھر پورے وثوق کے ساتھ اس کا علاج معلوم نہ ہو لے کامیابی علاج میں نہیں ہوسکتی۔

اسلام کی جو حالت نازک ہو رہی ہے وہ ایسے ہی طبیبوں کی وجہ سے ہو رہی ہے جنہوں نے اس کی مرض کو تو تشخیص نہیں کیا اور جو علاج اپنے خیال میں گزرا اپنے مفاد کو مدّ نظر رکھ کر شروع کر دیا۔ مگر یقیناً یاد رکھو کہ اس مرض اور علاج سے یہ لوگ محض ناواقف ہیں۔ اس کو وہی شناخت کرتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اسی غرض کے لیے بھیجا ہے اور وہ مَیں ہوں۔

اسلام کے اندر ایک خطرناک پھوڑا ہو گیا ہے اور ایک جذام باہر کی طرف سے اُسے لگ رہا ہے۔ اندرونی پھوڑے کا باعث خود مسلمان ہوئے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیمات اور اُسوہ حسنہ کو چھوڑ کر اپنی تجویز اور رائے کے موافق اس میں اصلاح اور ترمیم شروع کر دی۔ وہ باتیں جو کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہم وگمان میں بھی نہ آئی تھیں آج عبادت قرار دی گئی ہیں اور زہد و ریاضت کا بہت بڑا مدار انہیں پر رکھا گیا ہے۔

ان باتوں کو دیکھ کر بیرونی دشمنوں کو بھی موقع ملا اور وہ تیر و تفنگ لے کر اسلام پر حملہ آور ہوئے اور اس کے پاک وجود کو چھلنی کر دیا اور اسے ایسی مکروہ ہیئت میں دشمنوں نے دکھانا شروع کر دیا کہ غیر تو غیر تھے ہی اپنوں کو بھی متنفر کر دیا۔ ہر شخص نے اپنی طرز پر اس کی تصویر کو بھیانک بنانے کی فکر کی۔ ایسی صورت میں زمینی حربہ اور ارضی تدابیر کام نہیں دے سکتی ہیں۔ اس کے لیے آسمانی حربہ اور آسمانی تدابیر کی حاجت ہے۔ اس لیے جب تک آسمانی کشش اور آسمانی تائیدات کسی کو نہ دی جاویں کامیابی ہو نہیں سکتی۔ ضرورتِ انبیاء کا یہی بڑا بھاری ثبوت ہے کیونکہ اگر بگڑے وقت اصلاحِ دنیا ہوسکتی تو ہر زمانہ میں فلاسفر اور دانشمند مدّبر ہوتے ہی رہے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہو گزرے ہیں۔ اب بھی موجود ہیں۔ لیکن وہ فلاسفر اور ریفارمر خدا تعالیٰ سے اس قدر دُور جا پڑے ہیں کہ ان کے نزدیک شاید خدا تعالیٰ کا نام لینا بھی ایک گناہ اور غلطی قرار دیا گیا ہے۔ پھر بتاؤ کہ یہ فلسفہ اور یہ اصلاح تمہیں کہاں تک لے جائے گی؟ اس سے کسی بہتری کی امید رکھنا خطرناک غلطی ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا تعالیٰ نے یہی سنّت رکھی ہے کہ اصلاح کے واسطے نبیوں کو مامور کر کے بھیجا ہے۔ انبیاء علیہم السلام جب آتے ہیں تو بظاہر دنیا میں ایک فسادِ عظیم نظر آتا ہے۔ بھائی بھائی سے، باپ بیٹے سے جدا ہو جاتا ہے۔ ہزاروں ہزار جانیں بھی تلف ہو جاتی ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کے وقت طوفان سے ان کے مخالفوں کو تباہ کر دیا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کے وقت اور دوسرے کئی عذاب وارد ہوئے اور فرعون کے لشکر کو غرق کیا گیا۔

غرض خوب یاد رکھو کہ قلوب کی اصلاح اُسی کا کام ہے جس نے قلوب کو پیدا کیا ہے۔ نرے کلمات اور چرب زبانیاں اصلاح نہیں کرسکتی ہیں۔ بلکہ ان کلمات کے اندر ایک روح ہونی چاہیے۔ پس جس شخص نے قرآن شریف کو پڑھا اور اس نے اتنا بھی نہیں سمجھا کہ ہدایت آسمان سے آتی ہے تو اس نے کیا سمجھا؟ اَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيْرٌ کا جب سوال ہوگا تو پتہ لگے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ ؎ خدارا بخدا تواں شناخت۔ اور یہ ذریعہ بغیر امام نہیں مل سکتا۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے تازہ بتازہ نشانوں کا مظہر اور اس کی تجلیات کا مورد ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ لَّمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِيْتَةَ الْجَاهِلِيَّةِ۔ یعنی جس نے زمانہ کے امام کو شناخت نہیں کیا وہ جہالت کی موت مر گیا۔''

(ملفوظات جلد دوم۔ صفحہ 342 تا345۔ جدید ایڈیشن)

جامعہ احمدیہ یوکے (UK) کے دوسرے سالانہ کانووکیشن کی تقریب میں

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت

شاہد کا امتحان پاس کرنے والے والوں اور مختلف کلاسز میں نمایاں امتیاز حاصل کرنے والوں میں تقسیم اسناد و انعامات

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطاب اور واقفین کو اہم نصائح

(رپورٹ مرتبہ: حکیم فیروز دین)

11/جنوری 2014ء ہفتہ کے دن جامعہ احمدیہ یو کے میں شاہد کا امتحان پاس کرنے والوں کے دوسرے کانووکیشن کا انعقاد ہوا۔ جامعہ احمدیہ کا یہ کیمپس انگلستان کی کاؤنٹی سَرے کے ایک خوبصورت قصبہ ہیزل میئر (Haslemere) میں واقع ہے۔

جامعہ احمدیہ یوکے اس لحاظ سے نہایت خوش قسمت تھا کہ 2012ء میں منعقد ہونے والے پہلے کانووکیشن کی طرح اس سال بھی سیّدنا و امامنا حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت بنفسِ نفیس اس تقریب کو رونق بخشی اورسال 2013ء کے دوران جامعہ احمدیہ سے شاہد کا امتحان پاس کرنے والے طلباء کوتفسیرِ صغیر کا نسخہ اور 'شاہد' کی ڈگری مرحمت فرمائی جبکہ تعلیمی سال 2011-12ء کے دوران درجہ ممہدہ تا درجہ خامسہ میں امتیاز حاصل کرنے والوں کو انعامات و اسناد سے نوازا۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اس علاقے میں گزشتہ کئی روز سے مطلع بدستور ابر آلود تھا اور بارش اور طوفان کا سماں تھا۔ لیکن حضورِ انور کی آمد کے دن دھوپ نکل آئی اور موسم نہایت درجہ خوشگوار رہا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

حضورِانور ایدہ اللہ کی تشریف آوری

تقریب کے روز حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قریباً ساڑھے گیارہ بجے Stone House واقع جامعہ احمدیہ میں تشریف لے آئے ۔محترم رفیق احمد حیات صاحب (امیر جماعت احمدیہ انگلستان)، محترم صاحبزادہ مرزا ناصر انعام احمد صاحب (پرنسپل جامعہ احمدیہ یوکے) اور محترم ظہیر احمد خان صاحب (صدر تعلیمی کمیٹی) نے حضورِانور کا استقبال کیا اور شرفِ مصافحہ حاصل کیا۔

تقریبِ تقسیمِ اسناد

تقریب تقسیم اسناد کا اہتمام جامعہ احمدیہ کی عمارت میں موجود ہال میں کیا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ کے کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہونے پر اس بابرکت تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم حافظ طٰہٰ داؤد نے کی۔ تلاوت کی جانے والی سورۃ آلِ عمران کی آیات مبارکہ 103 تا 106 کا اردو ترجمہ عزیزم عیسیٰ بشیر آرچرڈ نے پیش کیا۔ جس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام ۔

طالبو تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہیں
اُس میرے محبوب کے چہرہ کے دکھلانے کے دن

سے چند شعر عزیزم صہیب احمد نے پیش کیئے۔

رپورٹ صدر تعلیمی کمیٹی

بعد ازاں مکرم ظہیر احمد خان صاحب صدر تعلیمی کمیٹی جامعہ احمدیہ یوکے نے درج ذیل رپورٹ پیش کی:

''سیدی! ہمارے لئے یہ لمحات نہایت سعادت اور برکت کا موجب ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعہ احمدیہ یوکے سے فارغ التحصیل ہونے والی دوسری شاہد کلاس کے طلباء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دستِ مبارک سے اسناد عطا فرمانے جا رہے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

سیدی! اس کلاس کے طلباء نے 2006ء میں جامعہ احمدیہ یوکے سے اپنی دینی تعلیم کے حصول کا سفر شروع کیا۔ اس کلاس میں یوکے کے علاوہ جرمنی، ناروے اور بیلجیم سے تعلق رکھنے والے بچوں نے داخلہ لیا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے جامعہ احمدیہ کینیڈا سے بھی ایک طالبعلم دورانِ تعلیم یہاں منتقل ہوئے۔

سات سالوں میں ان طلباء کو جامعہ احمدیہ کے روائتی مضامین پڑھانے کے علاوہ درجہ رابعہ یعنی پانچویں سال کے آغاز میں شاہد کی ڈگری کے لئے مقالہ جات لکھنے کیلیۓ دیئے گئے۔ ماہ فروری 2013ء میں شاہد کلاس کے امتحانات منعقد ہوئے، جس کے بعد مارچ اور اپریل کے مہینوں میں مقالہ جات کے انٹرویوز اور حضورِ انور کے مقرر فرمودہ چھ رکنی پینل نے ان طلباء کا viva لیا۔

الحمد للہ کہ حضور انور کی دعاؤں کے طفیل حاصل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے احسان سے تمام طلباء نے شاہد کے امتحانات، مقالہ جات اور انٹرویوز میں کامیابی حاصل کرنے کی توفیق پائی۔

سیدی! خاکسار اپنی رپورٹ کا اختتام اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں میں سے ایک ایسے فضل کے تذکرہ پر کرنا چاہتا ہے جس سے خدا تعالیٰ نے جامعہ احمدیہ یوکے کو محض اپنی رحمت وعنایات سے فیضیاب فرما رکھا ہے۔ اور وہ فضل خلافتِ راشدہ احمدیہ کے پانچویں مظہر کے ساتھ روحانی قربت کے ساتھ ساتھ جسمانی قربت ہے۔ اسی قرب کی بدولت جامعہ احمدیہ یوکے کے ہر طالبعلم کی طرح ان فارغ التحصیل ہونے والے مربیان کرام میں سے ہر مربی سلسلہ نے بھی اپنی جامعہ احمدیہ کی تعلیم کے دوران حضورانور سے متعدد مرتبہ ذاتی ملاقات کا شرف پایا، جامعہ کی حضور انور کے ساتھ مختلف علمی نشستوں میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی اور جامعہ کی پکنک، سپورٹس اور دیگر پروگراموں کے مواقع پر حضورِانور کی جامعہ احمدیہ میں اور جامعہ کے ان پروگراموں میں بنفسِ نفیس تشریف آوری سے فیضیاب ہونے کی توفیق پائی۔

پس اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ فارغ التحصیل ہونے والے طلباء حضورِانور کے دستِ مبارک سے لگائے جانے والے اس درخت کی سرسبز شاخیں ہیں جس کی آبیاری حضورِ انور کی شفقتوں اور عنایات سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام طلباء کو ان شفقتوں اور عنایات کا حق ادا کرنے والا بنائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توقعات کے عین مطابق پورے اخلاص و وفا کے ساتھ سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مثالی خدمات بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آخر پر حضور انور کی خدمت اقدس میں درخواست ہے کہ جامعہ احمدیہ یوکے سے فارغ التحصیل ہونے والی دوسری شاہد کلاس کے ان 20 مربیان کرام کو تفسیر صغیر اور شاہد کی ڈگری سے نوازیں نیز تعلیمی سال 2011-12ء کی باقی چھ کلاسوں کے امتحانات میں اوّل، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو انعامات اور اسنادِ امتیاز سے نوازیں۔''

تقسیم انعامات واسناد

رپورٹ کے بعد حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت جامعہ احمدیہ یوکے کے تعلیمی سال 2011-12ء کی چھ کلاسوں درجہ خامسہ، رابعہ، ثالثہ، ثانیہ، اولیٰ اور ممہدہ کے امتحانات میں اوّل، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو انعامات اور اسنادِ امتیاز عطا فرمائیں۔ محترم عطاء المؤمن زاہد صاحب استاد جامعہ احمدیہ یوکے اعزاز پانے والے طلباء کے نام پڑھتے گئے۔ جن خوش نصیبوں نے حضور انور کے بابرکت ہاتھوں سے یہ انعامات حاصل کیے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

درجہ خامسہ: اوّل: عزیزم عقیل احمد گنگ ، دوم: عزیزم شہزاد احمد، سوم: عزیزم مصور احمد شاہد

درجہ رابعہ: اوّل: عزیزم امتیاز احمد شاہین، دوم: عزیزم فرہاد احمد، سوم: عزیزم مستنصر احمد قمر

درجہ ثالثہ: اوّل: عزیزم محمد عطاء ربی ہادی، دوم: عزیزم ظافر محمود ملک، سوم: عزیزم نبیل احمد مرزا

درجہ ثانیہ: اوّل: عزیزم مروان سرور گل، دوم: عزیزم عدنان حیدر، سوم: عزیزم حسن سلبی

درجہ اولیٰ: اوّل: عزیزم سید احسان احمد، دوم: عزیزم راحیل احمد، سوم: عزیزم ذیشان خالد

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر284

مکرم محمد الغزراوی صاحب

میرا تعلق مراکش سے ہے۔میں 1997 میں ہالینڈ منتقل ہوگیا تھا جہاں سے کچھ عرصہ قبل بیلجیم آ گیا اور ابھی تک یہیں رہائش پذیر ہوں۔

دینی رجحانات

ایک مسلمان گھرانے میں پرورش پانے کی وجہ سے ہالینڈ منتقل ہونے کے بعد بھی میری کوشش تھی کہ دینی ماحول کے قریب تر رہوں، لہذا میں یہاں کے ایک شہر لیڈن کی مسجد الهجرة سے منسلک ہوگیا۔مسجد میں آنے جانے کی وجہ سے جہاں بہت سے نمازیوں کے ساتھ میرا رابطہ اخوّت ومحبت میں بدل گیا وہاں مسجد کے امام کے ساتھ بھی بہت عقیدت کا تعلق قائم ہوگیا۔میں دوستوں کی دعوت پر اکثر تین روز کے لئے مسجد میں اعتکاف بھی بیٹھتا نیز تبلیغی سفروں پر بھی ان کے ساتھ جاتا۔ علاوہ ازیں ہم مل کر قرآن کریم کی آیات واحادیث نبویہ پڑھتے اور ان کے مفاہیم کے بارہ میں باہم گفتگو کرتے۔بعض اوقات ان احادیث میں امام مہدی کے بارہ میں بھی کوئی حدیث آجاتی تو میرے دل سے دعا نکلتی کہ اے خدایا اگر میری زندگی میں ہی امام مہدی کا ظہور ہوگیا تو مجھے اس کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمانا۔

نور کی کرنیں

کچھ عرصہ ہالینڈ میں قیام کے بعد مَیں نے ایک عجیب رؤیا دیکھا کہ میں ایک عمارت کی آخری منزل پر ہوں جہاں مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ عمارت لامحالہ گرنے والی ہے۔میں وہاں سے سیڑھیوں کے راستے بسرعت نیچے اترنا شروع کردیتا ہوں تا عمارت کے منہدم ہونے سے قبل عافیت کے ساتھ اس سے نکل جاؤں لیکن میرا مسجد کا ایک دوست جو کہ حافظ قرآن ہے میرا راستہ روک لیتا ہے، میں اس کی بات سنی اَن سنی کر کے سیڑھیاں اترنا شروع کردیتا ہوں۔کچھ دیر کے بعد مجھے اپنے پیچھے مسجد کا امام بھی سیڑھیاں اتر کر آتا دکھائی دیتا ہے۔بالآخر میں اس عمارت کا بیرونی دروازہ کھول کر باہر نکل جاتا ہوں۔ میرے نکلتے ہی وہ عمارت میری نظروں کے سامنے زمین بوس ہو جاتی ہے۔تھوڑی دیر کے بعد مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگ اس حادثہ میں جاں بحق ہونے والوں کو ایمبولینسز وغیرہ میں ڈال کر وہاں سے منتقل کررہے ہوتے ہیں۔ میں اس ہولناک حادثے سے اپنی معجزانہ نجات پر خدا کا شکر ادا کرتا ہوں اور پھر وہاں سے ایک اور راستہ کی طرف چل پڑتا ہوں۔اس وقت تک بھی مسجد کا امام میرے ساتھ ہوتا ہے۔راستہ میں مجھے ایک کمرہ نظر آتا ہے جس سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی ہوتی ہیں میں پیچھے مڑ کر امام مسجد کو کہتا ہوں کہ دیکھو! دیکھو! اس نور کی طرف دیکھو۔وہ دیکھنے لگتا ہے اور اسی کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

کتاب اللہ اور عصرِ حاضر

میں مدتِ دراز تک اس رؤیا میں مخفی پیغام کی حقیقت کے بارہ میں سوچتا رہا لیکن کسی نتیجہ پر نہ پہنچا۔میں باقاعدگی کے ساتھ مسجد جاتا اور اکثر امام مسجد سے بعض آیات قرآنیہ کی تفسیر کے بارہ میں پوچھتا تو وہ کبھی ان کے اسباب نزول کا ذکر کردیتا اور کبھی ان آیات کے بارہ میں کہتا کہ ان کا تعلق قیامت کے دن وقوع پذیر ہونے والے بعض واقعات سے ہے۔ امام صاحب کی تفسیر کے مطابق ان آیات کا تعلق یا تو کسی گزرے واقعہ سے ہے یا مستقبل بعید میں یعنی روزِ قیامت ہونے والے کسی واقعہ سے۔مَیں امام صاحب کی تفسیر سن کر اکثر سوچ میں پڑ جاتا اور دل ہی دل میں کہتا کہ کتنی عجیب بات ہے کہ کسی آیت کا ہمارے اس موجودہ زمانے یا اس کے حالات سے کوئی تعلق نہیں۔کیا اس زمانے میں ہمیں ہدایت کی ضرورت نہیں ہے؟ کیا کتاب اللہ میں ہمارے زمانے اور حالات کے بارہ میں کچھ بیان نہیں ہوا؟

مسجد جانا چھوڑ دیا!

مسجد میں آنے اور وقت گزارنے کی وجہ سے مجھے اکثر اس مسجد کی انتظامیہ کے مابین ہونے والے اختلافات اور جھگڑوں کا پتہ بھی چلتا رہتا تھا۔انتظامیہ کے یہ افراد غصہ میں آکر ایک دوسرے سے متعلق نیز امام مسجد کے خلاف نازیبا اور توہین آمیز باتیں کرتے رہتے تھے۔ مجھے یہ باتیں اسلامی تعلیمات اور اخلاق کے منافی معلوم ہوتی تھیں۔ جب میں یہ باتیں سن سن کر اور ایسے مناظر دیکھ دیکھ کر تنگ آ گیا تو پھر مسجد جانا چھوڑ دیا اور یہ دعا کرنی شروع کردی کہ اے خدا اپنے دین کو ان مصائب سے نجات بخش دے۔

جماعت سے تعارف

انہی ایام کی بات ہے کہ ایک روز مَیں گھر پر مختلف چینلز بدل بدل کر دیکھ رہا تھا کہ ایم ٹی اے 3 العربیۃ لگ گیا جہاں وفات مسیح علیہ السلام کے بارہ میں بات ہورہی تھی۔ شروع میں تو مَیں نے اس موضوع کے بارہ میں کسی قدر تعجب کا اظہار کیا لیکن جب پروگرام کے شرکاء نے قرآن کریم کی آیات پیش کر کے ان سے وفاتِ مسیح کا استدلال کیا تو میں نے بے ساختہ کہا: سبحان اللہ! میں اکثر ان آیات کی تلاوت کیا کرتا تھا لیکن کبھی ان مفاہیم کی طرف میرا خیال نہ گیا تھا۔

اس ایک نشست نے ہی مجھے ایم ٹی اے کا گرویدہ بنا دیا اور میں اس روز سے باقاعدگی سے یہ چینل دیکھنے لگا جس کے نتیجہ میں مجھے اسلام کی واضح، روشن، خوبصورت اور عقل ومنطق کو مطمئن کرنے والی وہ تعلیم مل گئی جس کا تعلق ماضی ومستقبل کے علاوہ میرے حال سے بھی تھا، جو ہر قدم پر میرے لئے راہنمائی وہدایت تھی۔ میں ان عظیم الشان مفاہیم اور معانی کے بارہ میں اپنے دیگر دوستوں کو بھی بتانے لگ گیا۔ بلکہ بعض دوستوں کو ایم ٹی اے العربیہ دکھانے کے لئے میں نے اپنے گھر پر بھی بلایا۔

خلیفۂ وقت سے محبت

ایک بار میں نے اپنے ایک قریبی دوست کو گھر پر بلایا اور ایم ٹی اے العربیہ لگا دیا۔اس وقت اتفاقاً حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا کوئی پروگرام چل رہا تھا۔ اس دوست نے حضور انور کو تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بنایا اور بعض نامناسب باتیں کیں۔ یہ وہی شخص ہے جس نے خواب میں میرا راستہ روکنے کی کوشش کی تھی۔ اس کی بات سن کر میری غیرت جوش میں آ گئی اور حضور انور کے لئے عزت واحترام کے چھپے ہوئے جذبات کھل کر سامنے آ گئے ۔ اس وقت میں نے محسوس کیا کہ خدا تعالیٰ نے خود حضور انور کی محبت میرے دل میں ڈالی ہے۔اس کے بعد سے آج تک یہی کیفیت ہے کہ جب بھی ٹی وی پر حضور انور کو دیکھتا ہوں تو شدّت محبت اور جذبات کی وجہ سے میری آنکھیں بھر آتی ہیں۔خدا تعالیٰ کی خاص عطا سے میرا بیعت سے قبل ہی حضور انور سے ایسی گہری محبت کا تعلق قائم ہوگیا تھا۔

بخدا یہ شخص خدا کی طرف سے ہے!

ایک روز میں اپنے کام سے واپس آیا اور ایم ٹی اے العربیہ دیکھنے لگا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک حمدیہ قصیدہ چل رہا تھا جس میں حضور علیہ السلام کی نہایت متضرعانہ مناجات اور محبتِ الٰہی کا بیان ہے۔اس قصیدہ کو سن کر مجھے ایسے لگا جیسے میرے سر پر کسی نے ٹھنڈا پانی ڈال دیا ہو۔ میرا جسم کانپنے لگا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور بے اختیاری کے عالم میں میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ بخدا یہ شخص خدا کی طرف سے ہے۔اس رات میں بہت رویا اور مجھے اس بات کا بخوبی ادراک ہوگیا کہ حق دراصل خدا کی طرف سے دل میں ڈالا جاتا ہے۔ اور یہ حق ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی مسیحِ زمان اور مہدیٔ دوران ہیں۔رؤیا میں گرنے والی عمارت سے نجات کی شاید یہی تعبیر تھی۔

تبلیغِ احمدیت

معرفتِ حق کے بعد میں نے اس خیر کو اپنے دوستوں تک پہنچانے کی کوشش بھی کی۔ میرے دوست مجھے جانتے تھے کہ میں بفضلہٖ تعالیٰ صوم وصلوٰۃ کا پابند اور دیندار آدمی ہوں پھر بھی احمدیت کے بارہ میں بات کرنے کے وجہ سے کسی نے مجھے کافر کہا تو کسی نے کہا کہ یہ راستہ بھٹک گیا ہے۔ کچھ دوستوں نے بغض ونفرت کی بنا پر سلام کہنا بھی ترک کردیا، جبکہ میرا وہ حافظِ قرآن قریبی دوست، جس نے خواب میں مجھے گرنے والی عمارت سے نکلنے سے روکنے کی کوشش کی تھی، انٹرنیٹ سے جماعت کے خلاف افتراءات والزامات کا پلندہ کاپی کر کے لے آیا۔ میں نے جب اسے پڑھا تو وہ گالی گلوچ، طعن وتشنیع اور لعنتوں سے بھرا ہوا تھا۔ نیز اس میں بعض نام نہاد مولویوں کی زبانی جماعت کے بارہ میں ایسے امور لکھے گئے تھے جن کے جھوٹ پر اللہ تعالیٰ نے مجھے گواہ بنایا تھا کیونکہ جو کچھ میں نے خود ایم ٹی اے العربیہ سے سنا اور دیکھا تھا وہ مولویوں کی ان تمام باتوں کے ردّ کے لئے کافی تھا۔

مَیں نے اس دوست سے کہا کہ تمہارا یہ پلندہ تمہاری توقعات کے بالکل برخلاف میرے ایمان میں زیادتی کا موجب ٹھہرا ہے۔ اگر تمہارے پاس کوئی مضبوط دلیل ہوتی تو اس گالی گلوچ اور طعن وتشنیع کی ضرورت نہ تھی جو اخلاق محمدیہ اور اسلامی تعلیمات کے بھی سراسر منافی ہے۔اور اس راہ پر چل کر آپ میرا کفر کیونکر ثابت کرسکتے ہیں جبکہ یہ روش آپ کے اپنے اسلام پر بھی کسی سوالیہ نشان سے کم نہیں ہے۔

احمدی احباب سے رابطہ

تقریباً ڈیڑھ سال اسی ماحول میں رہنے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ اس ماحول میں بہت گھٹن ہے۔ جن لوگوں کو میں جانتا ہوں وہ جب بھی ملتے ہیں بنظرِ حقارت دیکھتے ہوئے سلام کئے بغیر گزر جاتے ہیں۔ اور بعض جب بولتے ہیں تو طعن وتشنیع اور دشنام دہی پر اتر آتے ہیں۔ان باتوں کی وجہ سے میں نے محض للہ اپنے ایمان کی خاطر اس علاقے سے ہجرت کا فیصلہ کیا اور ہالینڈ سے بیلجیم منتقل ہوگیا۔ بیلجیم میں بھی میں نے عرب احباب کے ساتھ تعلقات استوار کئے اور انہیں احمدیت کی تبلیغ کرنے لگا۔ ایک روز ایک کیفے میں میں اپنے ایک فلسطینی دوست کو تبلیغ کررہا تھا۔ اگرچہ اس کے پاس میری باتوں اور دلائل کا جواب نہ تھا پھر بھی وہ میری بات ماننے کو تیار نہ تھا۔ میرے کسی قدر اصرار پر وہ غصّہ میں آ گیا اور مجھے اکیلا چھوڑ کر کیفے سے نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد ایک شخص جو قریبی ٹیبل پر بیٹھا ہوا تھا اور ہماری باتیں سن رہا تھا میرے پاس آیا اور سلام کرنے کے بعد پوچھنے لگا کہ کیا آپ احمدی ہیں؟ میں نے کہا میں احمدی تو نہیں لیکن جو کچھ احمدی کہتے اور مانتے ہیں اس کی سچائی پر یقین رکھتا ہوں۔ اس شخص نے بتایا کہ وہ احمدی ہے۔ پہلی دفعہ ایک احمدی سے مل کر میرے جذبات امڈ آئے اور میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ بالآخر جماعت کے کسی فرد سے میرا رابطہ ہوگیا۔ یہ شخص پاکستانی تھا، میں نے اس سے جماعت کی مسجد کا پتہ پوچھا تو اس نے مجھے پورا نقشہ بنا کر دے دیا۔

بیعت

اس کے بعد مَیں خدا تعالیٰ سے مسلسل یہی دعا کرتا رہا کہ اے خدایا تو اپنی خاص عنایت سے مجھے انشراحِ صدر اور بیعت کی توفیق عطا فرما۔ دن گزرتے رہے اور رمضان کا مہینہ شروع ہوگیا۔ ایک دن جب میں نیند سے بیدار ہوا تو ایسے محسوس ہوا جیسے کسی نے میرے کان میں کہا ہو کہ احمدیوں کی مسجد میں جاؤ۔ لہذا میں اسی دن پاکستانی دوست کا بنایا ہوا نقشہ لے کر احمدیہ مسجد کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد جلد ہی مجھے مسجد مل گئی جہاں داخل ہوتے ہی میرا بہت محبت سے استقبال کیا گیا اور بڑی عزت سے ایک کمرے میں بٹھایا گیا جہاں پر دیگر احباب کے علاوہ ایک مراکشی دوست مکرم ابراہیم اخلف صاحب تشریف رکھتے تھے۔ ابراہیم اخلف صاحب نے تبلیغ کی خاطر میرے سامنے جماعت کے عقائد بیان کرنا شروع کردیئے۔ میں نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے جماعتی تعلیمات وعقائد کا تذکرہ شروع کردیا۔ جب اخلف صاحب نے دیکھا کہ مجھے تو بفضلہٖ تعالیٰ پہلے ہی جماعتی تعلیمات وعقائد کے بارہ میں علم ہے تو انہوں نے کہا کہ اب آپ کو بیعت کرلینی چاہیے۔ میں نے کہا کہ میں نے کافی غور وفکر کرلیا ہے اور خدا کے فضل سے اب بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میرے اس اعلان پر وہاں موجود احباب نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور بفضلہٖ تعالیٰ وہیں پر مَیں نے بیعت فارم پُر کردیا۔

بیعت کرنے کے بعد میری دنیا بدل گئی خصوصًا روحانیت کا عالم ہی کچھ اور ہوگیا۔ میں نے رمضان کے مہینے میں بیعت کی تھی اور اسی رمضان میں احمدیہ مسجد میں پہلی دفعہ اعتکاف کیا۔ اس اعتکاف کی عجیب روحانی لذّت کو میں الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔

(باقی آئندہ)

عورت کے پسلی سے پیدا ہونے کا مفہوم

(از خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''......حدیث...... میں یہ ذکر آتا ہے کہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ حدیث کے اصل الفاظ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہیں یہ ہیں کہ خُلِقْنَ مِنْ ضِلْعٍ (بخاری کتاب النکاح باب الوصاۃ بالنّساء) یہ الفاظ نہیں ہیں کہ خُلِقَتْ حَوَّاءُ مِنْ ضِلْعٍ جس طرح قرآن کریم کی اُن آیات میں جن میں خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا کے الفاظ آتے ہیں ہر عورت کا ذکر ہے حوّا کا ذکر نہیں اسی طرح حدیث میں بھی حوّا کا کہیں نام نہیں بلکہ تمام عورتوں کے متعلق یہ الفاظ آتے ہیں کہ خُلِقْنَ مِنْ ضِلْعٍ اگر یہ الفاظ ہوتے کہ خُلِقَتْ زَوْجَةُ اٰدَمَ مِنْ ضِلْعٍ تب تو یہ کہا جا سکتا کہ حوا جو آدم کی بیوی تھیں وہ پسلی سے پیدا ہوئیں مگر جب کسی حدیث میں بھی اس قسم کے الفاظ نہیں آتے بلکہ تمام عورتوں کے متعلق یہ ذکر آتا ہے کہ وہ پسلی سے پیدا ہوئیں تو محض حوا کو پسلی سے پیدا شدہ قرار دینا اور باقی عورتوں کے متعلق تاویل سے کام لینا کس طرح درست ہو سکتا ہے اسی طرح ایک اور حدیث میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ اَلنِّسَاءُ خُلِقْنَ مِنْ ضِلْعٍ (مسند احمد بن حنبل جلد2 صفحہ 497 المکتب الاسلامی بیروت 1978ء) کہ ساری عورتیں پسلی سے پیدا ہوئی ہیں۔

پس جس طرح قرآنی آیات میں تمام عورتوں کا ذکر ہے اسی طرح احادیث میں بھی تمام عورتوں کا ذکر ہے اور ہر ایک کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی۔

اب ہمیں دیکھنا چاہئے کہ پسلی سے پیدا ہونے کے کیا معنے ہیں؟ کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ کوئی عورت پسلی سے پیدا نہیں ہوئی بلکہ جس طرح مرد پیدا ہوتے ہیں اسی طرح عورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ پس جب کہ عورتیں بھی مردوں کی طرح پیدا ہوتی ہیں تو سوال یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا کہ عورتیں پسلی سے پیدا ہوئی ہیں۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بھی اسی محاورہ کے مطابق ہے جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے اور اس محاورہ سے صرف یہ مراد لی جاتی ہے کہ یہ امر فلاں شخص کی طبیعت میں داخل ہے۔

پس خُلِقْنَ مِنْ ضِلْعٍ سے صرف یہ مراد ہے کہ عورت کو کسی قدر مرد سے رقابت ہوتی ہے اور وہ اس کے مخالف چلنے کی طبعًا خواہشمند ہوتی ہے۔ چنانچہ علمائے احادیث نے بھی یہ معنے کئے ہیں اور مجمع البحار جلد دوم میں جو لغتِ حدیث کی نہایت مشہور کتاب ہے ضِلْعٍ کے نیچے لکھا ہے۔ خُلِقْنَ مِنْ ضِلْعٍ اِسْتِعَارَةٌ لِلْمُعَوَّجِ اَیْ خُلِقْنَ خَلْقاً فِیْهَا الْاِعْوِجَاجُ...... خُلِقْنَ مِنْ ضِلْعٍ (مجمع البحار جلد 2 صفحہ 294 مطبع نولکشور 1314ھ) ایک محاورہ ہے جو کجی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ عورتوں کی طبیعت میں ایک قسم کی کجی ہوتی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ عورتوں میں بے ایمانی ہوتی ہے بلکہ یہ ہے کہ عورت کو خاوند کی بات سے کسی قدر ضرور رقابت ہوتی ہے۔ مرد کہے یوں کرنا چاہئے تو وہ کہے گی یوں نہیں اسی طرح ہونا چاہئے اور خاوند کی بات پر ضرور اعتراض کرے گی اور جب وہ کوئی بات مانے گی بھی تو تھوڑی سی بحث کر کے اور یہ اس کی ایک ناز کی حالت ہوتی ہے اور اس میں وہ اپنی حکومت کا راز مستور پاتی ہے۔

تمدّنی ترقی کا ایک عظیم الشان گُر

غرض خُلِقْنَ مِنْ ضِلْعٍ کے یہی معنے ہیں کہ عورت مرد پر اعتراض ضرور کرتی رہے گی۔ ان میں محبت بھی ہوگی، پیار بھی ہوگا، تعاون بھی ہوگا، قربانی کی روح بھی ہوگی، مگر روزمرہ کی زندگی میں ان میں آپس میں نوک جھوک ضرور ہوتی رہے گی اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش نہ کرو اگر سیدھا کرو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ یعنی اگر تم چاہو کہ وہ تمہاری بات کی تردید نہ کرے تو اُس کا دل ٹوٹ جائے گا، اُسے اعتراض کرنے دیا کرو کیونکہ عورت کی فطرت میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ اگر تم بالکل ہی اُس کی زبان بندی کردو گے تو وہ جانور بن جائے گی اور عقل اور فکر کا مادہ اُس میں سے نکل جائے گا۔ یہ تمدّن کا ایک عظیم الشان نکتہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا۔ آپؐ کا اپنا عمل بھی اس کے مطابق تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں سے کسی بات پر ناراض ہو کر گھر سے باہر چلے گئے اور آپؐ نے باہر ہی رہائش اختیار کر لی۔ حضرت عمرؓ کی لڑکی چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیاہی ہوئی تھیں اس لئے انہیں بھی یہ اطلاع پہنچ گئی۔ حضرت عمرؓ کا طریق یہ تھا کہ آپ مدینہ میں نہیں رہتے تھے بلکہ مدینہ کے پاس ایک گاؤں تھا وہاں آپ رہتے اور تجارت وغیرہ کرتے رہتے۔ اُنہوں نے ایک انصاری سے بھائی چارہ ڈالا ہؤا تھا اور آپس میں انہوں نے یہ طے کیا ہؤا تھا کہ وہ انصاری مدینہ میں آجاتا اور مدینہ کی اہم خبریں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں سُن کر حضرت عمرؓ کو جا کر سُنا دیتا اور کبھی حضرت عمرؓ مدینہ آجاتے اور وہ انصاری پیچھے رہتا اور آپ اُس کو باتیں بتا دیتے۔ غرض جو بھی آتا وہ تمام باتیں معلوم کر کے جاتا اور دوسرے کو بتاتا کہ آج رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ الہام ہؤا ہے۔ آج آپ نے مسلمانوں کو یہ وعظ فرمایا ہے غرض اس طرح ان کی دینی تعلیم بھی مکمل ہو جاتی اور ان کی تجارت بھی چلتی رہتی۔ ایک دن وہ انصاری مدینہ میں آیا ہؤا تھا اور حضرت عمرؓ پیچھے تھے کہ عشاء کے قریب اُس انصاری نے واپس جا کر زور سے دروازہ کھٹکھٹانا شروع کر دیا اور کہا کہ ابن خطاب ہے؟ ابن خطاب ہے؟ حضرت عمرؓ کہتے ہیں، میں نے جب اُس کی گھبرائی ہوئی آواز سُنی اور اُس نے زور سے میرا نام لے کر دروازہ کھٹکھٹایا تو میں نے سمجھا کہ مدینہ میں ضرور کوئی حادثہ ہو گیا ہے۔ اُن دنوں یہ افواہ زوروں پر تھی کہ ایک عیسائی بادشاہ مدینہ پر حملہ کرنے والا ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں مَیں نے سمجھا اس بادشاہ نے حملہ کر دیا ہے چنانچہ میں فوراً اپنا کپڑا سنبھالتا ہؤا باہر نکلا اور میں نے اُس سے پوچھا کیا ہؤا؟ وہ کہنے لگا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیویوں کو چھوڑ دیا ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں مَیں گھبرا کر مدینہ کی طرف چل دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور آپؐ سے عرض کیا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! آپؐ اپنے گھر سے باہر آگئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ مَیں نے عرض کیا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! لوگ کہتے ہیں آپؐ نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں مَیں نے کسی کو طلاق نہیں دی۔ مَیں نے کہا اَلْحَمْدُلِلّٰہِ۔ پھر مَیں نے عرض کیا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! آپؐ کو میں ایک بات سناؤں؟ آپ نے فرمایا ہاں سناؤ۔ مَیں نے کہا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! ہم لوگ مکّہ میں اپنے سامنے عورت کو بات نہیں کرنے دیتے تھے، لیکن جب سے میری بیوی مدینہ میں آئی ہے وہ بات بات میں مجھے مشورہ دینے لگ گئی ہے ایک دفعہ میں نے اُسے ڈانٹا کہ یہ کیا حرکت ہے اگر پھر کبھی تُو نے ایسی حرکت کی تو میں تُجھے سیدھا کر دوں گا تو وہ مجھے کہنے لگی، تو بڑا آدمی بنا پھرتا ہے مَیں نے تو دیکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں آپ کو مشورہ دے لیتی ہیں، پھر کیا تُو ان سے بھی بڑا ہے کہ مجھے بولنے نہیں دیتا اور ڈانٹتا ہے۔ مَیں نے کہا ہیں! ایسا ہوتا ہے؟ وہ کہنے لگی ہاں واقعہ میں ایسا ہوتا ہے۔ میں نے کہا تب میری بیٹی کی خیر نہیں۔ یہ بات سُن کر مَیں اپنی بیٹی کے پاس گیا اور اُسے کہا دیکھو! رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کوئی بات نہیں کرنی۔ اگر تُو نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سوال جواب کیا تو وہ کسی دن تجھے طلاق دیدیں گے۔ حضرت عائشہؓ پاس ہی تھیں وہ میری بات سن کر بولیں تُو کون ہوتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کے معاملات میں دخل دینے والا، چلو یہاں سے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بات سُن کر ہنس پڑے اور آپ کا غصہ جاتا رہا۔ (بخاری کتاب التفسیر باب یا یھا النبی لمّ تحرم ما احل اللّٰہ لک) اور حضرت عمرؓ کی بھی اِس واقعہ کے سنانے سے یہی غرض تھی کہ کسی طرح آپ ہنس پڑیں اور آپ کی ناراضگی جاتی رہے۔

تو بعض قوموں میں یہ رواج ہے کہ وہ سمجھتی ہیں عورت کا یہ حق نہیں کہ وہ مرد کے مقابلہ میں بولے مگر عورت ہے کہ وہ بولے بغیر رہ نہیں سکتی۔ اسے کوئی بات کہو وہ اس میں اپنا مشورہ ضرور پیش کر دے گی کہ یوں نہیں یوں کرنا چاہئے، پھر خواہ تھوڑی دیر کے بعد وہ مرد کی بات ہی مان لے مگر اپنا پہلو کچھ نہ کچھ اونچا ہی رکھنا چاہتی ہے اور مرد کے مشورہ پر اپنی طرف سے پالش ضرور کرنا چاہتی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی لئے لوگوں کو نصیحت کی ہے کہ تم عورت کی روح کو کُچلنے کی کوشش نہ کیا کرو۔ اس کے اندر یہ ایک فطرتی مادہ ہے کہ وہ مرد سے کسی قدر رقابت رکھتی اور طبعًا ایک حد تک اس کے مخالف رائے دینے کی خواہشمند ہوتی ہے۔ پس اگر اس کی بحث غلط بھی معلوم ہؤا کرے تو اس کی برداشت کیا کرو کیونکہ اگر تم اسے چُپ کرا دو گے تو یہ اس کی فطرت پر گراں گزرے گا اور وہ بیمار ہو جائے گی۔ کیسی اعلیٰ درجہ کی اخلاقی تعلیم ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی مگر لوگوں نے اس حدیث کے یہ معنی کر لئے کہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے''۔

(انوار العلوم جلد 15 صفحہ 293 تا 297)

ہفت روزہ نیشنل تربیتی کلاس۔ جماعت احمدیہ جزائر فجی

طارق احمد رشید۔ مبلغ سلسلہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ فجی کو شعبہ تعلیم و تربیت کے زیر اہتمام پہلی مرتبہ نیشنل لیول پر فورم 4 تا فورم 7 کے طلباء اور طالبات پر مشتمل سات روزہ تربیتی کلاس مورخہ 2 دسمبر تا 8 دسمبر 2013ء ہیڈ کوارٹر صوا میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علی ذالک۔

تربیتی کلاس سے قبل اس کلاس کی اہمیت واضح کرنے کے لئے اجلاسات منعقد کئے گئے اور بالخصوص صدران اور قائدین کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ طلباء سے مل کر ان کو کلاس میں آنے کی اہمیت بتائیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے کلاس میں جماعت فجی کے 3 جزائر سے 7 مجالس کی نمائندگی ہوئی جس میں 40 طلباء و طالبات شامل ہوئے۔ اور ان کی مسجد کے احاطہ میں ہی علیحدہ علیحدہ انتظام کے تحت رہائش اور کھانے کا بندوبست کیا گیا۔

یہ کلاس مکرم فضل اللہ طارق صاحب امیر و مشنری انچارج صاحب فجی کے زیر نگرانی ہوئی اور نیشنل سیکرٹری تعلیم مکرم محسن الٰہی خان صاحب نے اس کلاس کے منتظم اعلیٰ کے فرائض سرانجام دیئے۔

کلاس کا آغاز 2 دسمبر صبح 9 بجے تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد تنظیموں کے عہد دہرائے گئے اور مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب نے ہدایات دیں اور آخر پر دعا کرائی۔ بعد ازاں مقررشدہ نصاب، ٹائم ٹیبل اور قواعد و ضوابط کے مطابق باقاعدہ کلاس کی routine شروع ہوئی۔

نماز فجر اور درس القرآن کے بعد ناشتے کا انتظام ہوتا تھا۔ بعد ازاں باقاعدہ کلاسیں شروع ہو جاتیں جن میں درج ذیل مضامین پڑھائے گئے: حفظ القرآن، ترتیل القرآن، نماز باترجمہ، دعائیں، احادیث، فقہ، تاریخ اسلام، تاریخ احمدیت۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب کشتی نوح بھی پڑھائی گئی۔ آخر پر تحریری امتحان بھی لیا گیا۔ مندرجہ بالا مضامین کے علاوہ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے متعلق علمی اور معلوماتی لیکچرز کروائے گئے اور امیر صاحب نے بذات خود طلباء سے اسلام احمدیت اور خلافت کی اہمیت پر گفتگو کی۔ نماز عشاء کے بعد مجلس سوال و جواب کا پروگرام بھی رکھا گیا۔

طلباء و طالبات نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ سنا اور حضور انور کو دعائیہ خطوط بھی لکھے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 8 اگست 2013ء کو اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں والدین کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ مکرم امیر صاحب فجی نے اعزاز پانے والے طلبا میں انعامات تقسیم کئے اور قیمتی نصائح سے نوازا اور دعا کے ساتھ اس تقریب اور تربیتی کلاس کا اختتام ہوا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس تربیتی کلاس کے بہترین نتائج پیدا کرے۔ آمین۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خطبہ جمعہ

اگر انسان میں قوّتِ ارادی، صحیح اور پورا علم اور قوتِ عمل پیدا ہو جائے تو پھر عملی اصلاح کی برائیوں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

دین کے معاملے میں قوتِ ارادی ایمان کا نام ہے۔ عملی قوت ایمان کے بڑھنے سے بڑھتی ہے۔ اگر پختہ ایمان ہو اور اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو تو پھر انسان کے کام خود بخود ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ہر مشکل اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے آسان ہوتی چلی جاتی ہے۔

صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ مسیح موعود علیہ السلام کی قوت ارادی یعنی پختہ ایمان کے نتیجہ میں اصلاح اعمال کی درخشندہ مثالوں کا تذکرہ۔

بعض ایسے لوگ ہیں جن کے عمل کی کمزوری کی وجہ ایمان میں کامل نہ ہونا ہے۔ بعض لوگ ایسے ہیں جن میں عمل کی کمزوری اس وجہ سے ہے کہ اُن کا علم کامل نہیں ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ایمان اور علم رکھتے ہیں لیکن دوسرے ذرائع سے اُن پر ایسا زنگ لگ جاتا ہے کہ دونوں علاج اُن کے لئے کافی نہیں ہوتے اور بیرونی علاج کی ضرورت ہوتی ہے

جماعتی ترقی کے لئے نظام کے ہر حصے کو، بلکہ ہر احمدی کو اپنا جائزہ لیتے ہوئے اپنی اصلاح کی بھی ضرورت ہے اور اپنے دوستوں اور قریبیوں کا سہارا بننے کی ضرورت ہے جو کمزوریوں میں مبتلا ہیں تا کہ جماعت کا ہر فرد عملی اصلاح کے اعلیٰ معیاروں کو چھونے والا بن جائے اور اس لحاظ سے وہ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والا ہو۔

عزیزم ارسلان سرور ابن مکرم محمد سرور صاحب آف راولپنڈی کی شہادت۔ شہید مرحوم کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 17 جنوری 2014ء بمطابق 17 صلح 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ خطبہ میں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ عملی اصلاح کے لئے جو روکیں راہ میں حائل ہیں، جو اسباب ہمیں بار بار پیچھے کھینچتے ہیں اُن کو دُور کرنے کے لئے کن چیزوں کی ضرورت ہے اور اس بارے میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ اگر انسان میں قوّتِ ارادی، صحیح اور پورا علم اور قوتِ عمل پیدا ہو جائے تو پھر عملی اصلاح کی برائیوں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اعمال کی کمزوری ہوتی ہی اُس وقت ہے جب قوتِ ارادی نہ ہو، یا یہ علم نہ ہو کہ اچھے اعمال کیا ہیں اور برے اعمال کیا ہیں؟ اور اچھے اعمال کو حاصل کس طرح کرنا ہے، کس طرح بجالانا ہے اور برے اعمال کو دور کرنے کی کس طرح کوشش کرنی ہے؟ اور پھر قوتِ عمل ہے جو اتنی کمزور ہو کہ برائی کا مقابلہ نہ کر سکے۔ پس قوتِ ارادی کو مضبوط کرنا، علمی کمزوری کو دور کرنا اور عملی طاقت پیدا کرنا، یہ بڑا ضروری ہے۔ عملی طاقت اپنی کوشش سے بھی پیدا ہوتی ہے اور اگر انسان بہت ہی کمزور ہو تو پھر بیرونی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔

بہرحال ان باتوں کا گزشتہ خطبہ میں ذکر ہو چکا ہے۔ اس بارے میں بعض مثالوں سے مزید تفصیل اس کی بیان کروں گا۔ جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبہ میں کہا تھا کہ اس بارے میں مزید وضاحت کرنی ہے اور اس کی ضرورت ہے۔

یہ تو ہم نے دیکھ لیا کہ عملی اصلاح میں جن تین باتوں کی ضرورت ہے اُن میں سب سے پہلی قوتِ ارادی ہے۔ یہ قوتِ ارادی کیا چیز ہے؟ ہم میں سے بعض کے نزدیک یہ عجیب بات ہوگی کہ قوتِ ارادی کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ یہ کیا چیز ہے؟ اکثر یہ کہیں گے کہ قوّتِ ارادی کے جو اپنے الفاظ ہیں، اُن سے ہی ظاہر ہے کہ یہ کسی کام کو کرنے کے مضبوط ارادے اور اُسے بجالانے کی اور انجام دینے کی قوت ہے۔ یہاں یہ سوال اُٹھانے کی کیا ضرورت ہے کہ یہ قوّتِ ارادی کیا چیز ہے؟ تو اس بارے میں واضح ہونا چاہئے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے احسن رنگ میں اس کو بیان فرمایا ہے کہ قوتِ ارادی کا مفہوم عمل کے لحاظ سے ہر جگہ بدل جاتا ہے۔ پس یہ بنیادی بات ہمیں یاد رکھنی چاہئے اور جب یہ بات اپنے سامنے رکھیں گے تو پھر ہی اس نہج پر سوچ سکتے ہیں کہ دین کے معاملے میں قوّتِ ارادی کیا چیز ہے؟

پس واضح ہو کہ دین کے معاملے میں قوتِ ارادی ایمان کا نام ہے۔ اور جب ہم اس زاویے سے دیکھتے ہیں تو پھر پتا چلتا ہے کہ عملی قوت ایمان کے بڑھنے سے بڑھتی ہے۔ اگر پختہ ایمان ہو اور اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو تو پھر انسان کے کام خود بخود ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ہر مشکل اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے آسان ہوتی چلی جاتی ہے۔ عملی مشکلات اس ایمان کی وجہ سے ہوا میں اُڑ جاتی ہیں اور آسانی سے انسان اُن پر قابو پا لیتا ہے۔ اور یہ صرف ہوائی باتیں نہیں ہیں بلکہ عملاً اس کے نمونے ہم دیکھتے ہیں۔ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے پر نظر ڈالتے ہیں تو ایمان سے پہلے کی عملی حالتوں اور ایمان کے بعد کی عملی حالتوں کے ایسے حیرت انگیز نمونے نظر آتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو لوگ ایمان لائے وہ کون لوگ تھے؟ اُن کی عملی حالت کیا تھی؟ تاریخ ہمیں اس بارے میں کیا بتاتی ہے؟ اُن ایمان لانے والوں میں چور بھی تھے۔ اُن میں ڈاکو بھی تھے۔ اُن میں فاسق و فاجر بھی تھے۔ اُن میں ایسے بھی تھے جو ماؤں سے نکاح بھی کر لیتے تھے، ماؤں کو ورثے میں بانٹنے والے بھی تھے۔ اپنی بیٹیوں کو قتل کرنے والے بھی تھے۔ اُن میں جواری بھی تھے جو ہر وقت جؤا کھیلتے رہتے تھے۔ اُن میں شراب خور بھی تھے اور شراب کے ایسے رسیا کہ اس بارے میں اُن کا مقابلہ کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ شراب پینے کو ہی عزت سمجھتے تھے۔ ایک دوسرے پر شراب پینے پر فخر کرتے تھے کہ میں نے زیادہ پی ہے یا مَیں زیادہ پی سکتا ہوں۔ ایک شاعر اپنی بڑائی اور فخر اس بات پر ظاہر کرتا ہے کہ میں وہ ہوں جو راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر بھی شراب پیتا ہوں۔ پانی کو تو ہاتھ ہی نہیں لگاتا۔ جواری اپنے جُوئے پر فخر کرتے ہوئے یہ کہتا تھا کہ میں وہ ہوں جو اپنا تمام مال جُوئے میں لٹا دیتا ہوں اور پھر مال آتا ہے تو پھر اُسے جُوئے میں لٹا دیتا ہوں۔ شاید آج بڑے سے بڑا جواری بھی کھل کر یہ اعلان نہ کرتا ہو۔ بہرحال یہ حالت اُن کی اُس وقت تھی۔

پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو اُن کی حالت کس طرح پلٹی، کیسا انقلاب اُن میں پیدا ہوا، کیسی قوتِ ارادی اس ایمان نے اُن میں پیدا کی؟ اس کے واقعات بھی تاریخ ہمیں بتاتی ہے تو حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح اتنی جلدی اتنا عظیم انقلاب اُن میں پیدا ہو گیا؟ ایمان لاتے ہی اُنہوں نے فیصلہ کر لیا کہ اب دین کی تعلیم پر عمل کے لئے ہم نے اپنے دل کو قوی اور مضبوط کرنا ہے۔ انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ خدا تعالیٰ کے احکامات کے خلاف اب ہم نے کوئی قدم نہیں اُٹھانا۔ انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم ہمارے لئے حرفِ آخر ہے۔ اُن کا یہ فیصلہ اتنا مضبوط، اتنا پختہ اور اتنے زور کے ساتھ تھا کہ اُن کے اعمال کی کمزوریاں اُس فیصلے کے آگے ایک لمحے کے لئے بھی نہ ٹھہر سکیں۔ اُن

کے حالات ایسے بدلے کہ وہ خطرناک سے خطرناک مصیبت اپنے پر وارد کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور نہ صرف تیار ہوئے بلکہ اس قوتِ ارادی نے جو انہوں نے اپنے اندر پیدا کی، اُن کے اعمال کی کمزوری کو اس طرح پرے پھینک دیا اور اُن سے دور کر دیا جس طرح ایک تیز سیلاب کا ریلا، تیز پانی کا ریلا جو ہے ایک تنکے کو بہا کر لے جاتا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 444-443 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

ابھی شراب کی مثال دی گئی ہے کس طرح وہ شراب پیتے تھے اور کس قدر اُن کو اس بات پر فخر تھا۔ جب اس کا نشہ چڑھتا ہے تو کیا حالت انسان کی بنا دیتا ہے۔ ان ملکوں میں رہنے والے یہاں کے شرابیوں کے نمونے اکثر دیکھتے رہتے ہیں۔ ہماری مسجد فضل کی سڑکوں پر بھی ایک شرابی پھرتا ہے اور اُس کے پاس سوائے شراب کے ٹِن کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ گندے کپڑے لیکن شراب خرید لیتا ہے۔ مجھے یہ بھی پتا چلا ہے کہ وہ پڑھا لکھا بھی ہے اور شاید کسی زمانے میں انجینئر بھی تھا۔ بہرحال اب تو کچھ کام نہیں کرتا، ویسے بھی اُس کی عمر ایسی ہے۔ کونسل سے جو کچھ ملتا ہے اُس کو، حکومت سے شاید جو بھی خرچہ ملتا ہو، وہ سب شراب پر خرچ کر دیتا ہے۔ سڑکوں پر زندگی گزارتا ہے۔ نشے نے اُس کی دماغی حالت بھی خراب کر دی، بیچارہ بالکل مفلوج ہو گیا۔ نشے کی حالت میں جب وہ ہو تو اُسے دیکھ کے ڈر لگتا ہے۔ کئی دفعہ میں نے دیکھا ہے کہ بعض دفعہ وہ عورتوں کو راہ چلتے روک لیتا ہے، باوجودیکہ وہ اس ماحول میں رہنے والی انگریز عورتیں ہیں لیکن اُن کے چہروں سے خوف ظاہر ہو رہا ہوتا ہے۔ تو بہرحال شراب کے نشے نے اُس کی یہ حالت بنائی ہے۔ ایسے شرابی بھی عام ملتے ہیں جو نشے میں اتنے غصیلے ہو جاتے ہیں کہ ماں باپ کو بھی گالیاں دیتے ہیں۔ عجیب عجیب حرکتیں اُن سے سرزد ہوتی ہیں۔ مجھے یاد ہے جب مَیں گھانا میں تھا تو ٹمالے (Tamale) وہاں ایک شہر ہے۔ اُس زمانے میں وہاں جماعت کا زرعی پراجیکٹ تھا۔ تو جس گھر میں مَیں رہتا تھا اُس کی باہر کی طرف، نہ صرف باہر کی طرف بلکہ اندر کی طرف بھی چار دیواری نہیں تھی۔ تمام گھر جو تھے وہ بغیر چار دیواری کے ہی تھے۔ یہاں بھی عموماً ایسے بنے ہوتے ہیں۔ بعضوں نے اپنے اندر کے صحنوں میں چار دیواری بنائی ہوئی تھی جس طرح یہاں کے backyard ہوتے ہیں۔ بہرحال ہمارا گھر ایسا تھا کہ نہ اُس کے اندر صحن تھا نہ باہر، ہر طرف سے کھلا تھا۔ چھوٹی سی جگہ تھی جہاں گاڑی کھڑی کی جاتی تھی۔ کوئی دیوار اور گیٹ نہیں جیسا کہ میں نے بتایا۔ اُن دنوں میں وہاں کے معاشی حالات خراب تھے۔ اگر کوئی چیز باہر کھلے میں پڑی ہو تو چوریاں بھی ہوتی تھیں۔ اب تو یہاں بھی چوریاں شروع ہو گئی ہیں بلکہ یہاں تو دروازے توڑ کے چوریاں ہونے لگ گئی ہیں، ڈاکے پڑنے لگ گئے ہیں۔ بہرحال امن کی حالت اُس وقت خراب تھی اس وجہ سے کہ معاشی حالات خراب تھے۔ وہاں ہم نے ایک watch man رکھا ہوا تھا، اُس کو میں نے رکھا تو رات کے لئے آتا تھا اور اُس کو میں نے خاص طور پر کہا کہ ہماری گاڑی جو پِک اپ تھی باہر کھڑی ہوتی ہے۔ اس کا ٹائر باہر ہی پڑا ہوتا ہے کیونکہ اس کی ایسی حالت تھی کہ اُس کے اندر تبدیلی کر دی گئی تھی جہاں ٹائر رکھنے کی جگہ ہوتی ہے وہ وہاں رکھا نہیں جا سکتا تھا۔ بہرحال اُس کو خاص طور پر میں نے یہ کہا کہ ٹائر بہت چوری ہوتے ہیں اس کا خیال رکھنا۔ تو اکثر یہی ہوتا تھا کہ وہ شراب کے نشے میں آتا تھا اور ٹائر کو باہر نکالتے وقت ٹائر سے پہلے خود زمین پر گرا ہوتا تھا۔ تو بہرحال ایک دن مَیں نے اُسے دیکھا کہ اوندھے منہ پڑا ہوا ہے۔ اُس دن تو بہت ہی نشے میں تھا۔ اُس وقت چوکیدارا اُس نے کیا کرنا تھا۔ وہ اول فول بک رہا تھا۔ اُس وقت تو مصلحت کا تقاضا یہی تھا کہ کچھ نہ کہا جائے کیونکہ اُس نے پھر مجھے بھی برا بھلا کہنا شروع کر دینا تھا۔ اگلے دن جب اُس کا نشہ تھوڑا کم ہوا یا اترا تو میں نے اُسے کہا کہ تم جاؤ اب، تمہیں نہیں رکھنا۔ بڑی منتیں سماجتیں کرنے لگا۔ خیر پینا تو بہرحال وہ نہیں چھوڑ سکتا تھا لیکن اُس نے یہ عقل مندی کی کہ یا تو وقت سے پہلے اتنا وقت دے دیتا تھا کہ جب یہاں ڈیوٹی پر آنا ہے تو نشہ کم ہو جائے یا پھر اُس وقت حساب سے پیتا ہو گا، نشہ زیادہ ظاہر نہ ہو۔ لیکن بہرحال نشئی جو ہیں وہ قابو تو رکھ نہیں سکتے۔ کچھ عرصے بعد پھر وہی حالت ہونی شروع ہو گئی۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ نشے میں انسان کو کچھ پتا نہیں ہوتا کہ وہ کیا کر رہا ہے، کیا بول رہا ہے۔ اگلے دن جب اُسے پوچھو کہ تم یہ یہ کہتے رہے تو صاف انکاری ہوتا تھا کہ میں تو بڑے آرام سے رہا ہوں۔ مَیں نے تو ایسی بات ہی کوئی نہیں کی۔ تو ایسے اچھے بھلے انسان ہوتے ہیں کہ نشہ جب اترتا ہے تو مانتے بھی نہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک شخص کا واقعہ بیان کیا ہے کہ جس سے آپ کو ایک ٹرین کے سفر کے دوران واسطہ پڑا۔ وہ ایک معزز خاندان کا شخص تھا۔ شاید حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جانتا بھی تھا اور پونچھ کے کسی وزیر کا بیٹا بھی تھا۔ وہ ٹرین کے اس سفر میں نشے میں ایسی باتیں کہہ رہا تھا جو عقل و ہوش قائم ہونے کی صورت میں کبھی انسان کہہ نہیں سکتا۔ تو حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ یہ شراب کا جو نشہ ہے انسان کی عقل پر پردہ ڈال دیتا ہے اور نشے میں اُسے بالکل پاگل بنا دیتا ہے۔

مگر دوسری طرف ہم قوتِ ارادی کا ایسا انقلاب دیکھتے ہیں کہ بعض غیر مسلم اس پر مشکل سے یقین کرتے ہیں۔ یہ قوتِ ارادی ایمان کی قوتِ ارادی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماننے والوں میں پیدا کی۔ اس کا نظارہ ہمیں اس روایت سے ملتا ہے کہ چند صحابہ ایک مکان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دروازے بند تھے اور یہ سب شراب پی رہے تھے اور اُس وقت ابھی شراب نہ پینے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اور شراب پینے میں کوئی ہچکچاہٹ بھی نہیں تھی۔ جس کا جتنا دل چاہے، پیتا تھا، نشے میں بھی آ جاتے تھے۔ شراب کا ایک مٹکا اس مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے خالی کر دیا اور جو مٹکا ہے وہ بھی کئی گیلن کا ہوتا ہے۔ اور دوسرا شروع کرنے لگے تھے کہ اتنے میں گلی سے آواز آئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ آج سے مسلمانوں پر شراب حرام کی جاتی ہے۔ اس آواز کا ان لوگوں تک پہنچنا تھا کہ اُن میں سے ایک جو شراب کے نشے میں مزا لے رہا تھا، اُس میں مدہوش تھا، دوسرے کو کہنے لگا کہ اُٹھو اور دروازہ کھول کر اس اعلان کی حقیقت معلوم کرو۔ ان شراب پینے والوں میں سے ایک شخص اُٹھ کر اعلان کی حقیقت معلوم کرنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ ایک دوسرا شخص جو شراب کے نشے میں مخمور تھا اُس نے سوٹا پکڑا اور شراب کے مٹکے پر مار کر اُسے توڑ دیا۔ دوسروں نے جب اُسے یہ کہا کہ تم نے یہ کیا کیا؟ پہلے پوچھ تو لینے دیتے کہ حکم کا کیا مفہوم ہے اور کن لوگوں کے لئے ہے؟ تو اُس نے کہا پہلے مٹکے توڑو، پھر پوچھو کہ اس حکم کی کیا حقیقت ہے؟ کہنے لگا کہ جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی آواز سن لی تو پہلے تو حکم کی تعمیل ہو گی۔ پھر میں دیکھوں گا کہ اس حکم کی قیود کیا ہیں؟ اُس کی limitations کیا ہیں؟ اور کن حالات میں منع ہے۔ پس یہ وہ عظیم الشان فرق ہے جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور دوسروں میں نظر آتا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 446-445 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ شرابیوں کی کیا حالت ہوتی ہے؟ کسی شرابی سے شراب پیتے ہوئے گلاس بھی لے لیں یا اُس کے سامنے سے اُٹھا لیں تو مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ کلبوں اور باروں (Bars) میں ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ چند دن ہوئے یہاں پر بھی ایک خبر تھی کہ ایک کلب میں یا بار (Bar) میں ایک نشئی شخص نے دوسرے کو مار دیا۔ بلکہ یہ نشئی لوگ خلافِ مرضی باتیں سن کر ہی قتل و غارت پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ پس ان شرابیوں کی جو نشے میں دھت ہوتے ہیں، نہ عقلیں سلامت ہوتی ہیں، نہ سمجھ سلامت ہوتی ہے، نہ زبان پر قابو رہتا ہے اور نہ ماں باپ کی پرواہ ہوتی ہے۔ اُن کے ہاتھ پاؤں بھی غیر ارادی طور پر حرکت کرتے ہیں۔ نشے میں نہ اُنہیں قانون کی پرواہ ہوتی ہے، نہ سزا کا ڈر ہوتا ہے۔ لیکن صحابہ کی قوتِ ارادی نشے پر غالب آ گئی۔ باوجود اس کے کہ وہ نشے میں مخمور تھے۔ ایک مٹکا اُس وقت پی بھی چکے تھے۔ دوسرا مٹکا وہ پینے والے تھے۔ ایسے وقت میں اُن کے کانوں میں یہ آواز پڑتی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ شراب مسلمانوں پر حرام کر دی گئی ہے تو اُن کا نشہ فوراً ختم ہو جاتا ہے۔ وہ پہلے شراب کا مٹکا توڑتے ہیں اور پھر اعلان کرنے والے سے وضاحت پوچھتے ہیں کہ اس اعلان کا کیا مطلب ہے؟

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 447-446 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

اور یہ ایک گھر کا معاملہ نہیں ہے، چند لوگوں کا معاملہ نہیں۔ بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں روایت میں آتا ہے کہ ایسے کئی گھر مدینے میں تھے جن میں شراب کی محفلیں جمی ہوئی تھیں۔ اس اعلان کے ساتھ ہی اس تیزی سے شراب کے مٹکے ٹوٹے کہ مدینے کی گلیوں میں شراب پانی کی طرح بہنے لگی۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 448 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

کیسی حیران کُن قوتِ ارادی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ قوتِ ارادی ایسی ہے کہ اس کے پیدا ہونے کے بعد کوئی روک درمیان میں حائل نہیں رہ سکتی بلکہ ہر چیز پر قوتِ ارادی قبضہ کرتی چلی جاتی ہے۔ گویا قوتِ ارادی سے وافر حصہ رکھنے والے روحانی دنیا کے سکندر ہوتے ہیں، اس کے پہلوان ہوتے ہیں۔ جس طرف اُٹھتے ہیں اور جدھر جاتے ہیں اور جدھر جانے کا قصد کرتے ہیں، شیطان اُن کے سامنے ہتھیار ڈالتا چلا جاتا ہے اور مشکلات کے پہاڑ بھی اگر اُن کے سامنے آئیں تو وہ اُسی طرح کٹ جاتے ہیں جس طرح پنیر کی ٹکیہ کٹ جاتی ہے۔

پس اگر اس قسم کی قوتِ ارادی پیدا ہو جائے اور اس حد تک ایمان پیدا ہو جائے تو پھر لوگوں کے

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005

Branch Office : 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

اصلاحِ اعمال کے لئے اور طریق اختیار کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 447 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

چودہ سو سال پہلے اصلاح کا جو عمل قوتِ ایمان کی وجہ سے انقلاب لایا، اُس کی مثال اس وسیع پیمانے پر دنیا میں اور کہیں نظر نہیں آتی۔ کس طرح حیرت انگیز طور پر دنیا میں یہ انقلاب برپا ہوا۔

لیکن اس سے ملتی جلتی کئی مثالیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے ماننے والوں میں ہمیں نظر آتی ہیں۔ تمباکو نوشی گو حرام تو نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہر حال اس کو برا فرمایا بلکہ ایک جگہ یہ بھی فرمایا کہ شاید یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوتی تو منع فرما دیتے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 176-175 مطبوعہ ربوہ) لیکن ایک برائی بہر حال ہے اور اس میں نشہ بھی ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک سفر کے دوران جب حقے سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو آپ کے صحابہ نے جو حقہ پینے کے عادی تھے، اپنے حقے کو توڑ دیا اور پھر تمباکو نوشی کے قریب بھی نہیں پھٹکے۔ کہتے کہ اس طرف تو کبھی ہماری توجہ ہی نہیں گئی۔

(ماخوذ از سیرت المہدی از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب جلد 1 حصہ سوم صفحہ 666 روایت نمبر 726 مطبوعہ ربوہ)

اسی طرح ایسے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مثالیں بھی ملتی ہیں جنہوں نے احمدیت قبول کرنے کے بعد تمام برائیوں کو چھوڑا۔ حتی کہ ایسی مثال بھی ہے جو شراب جیسی برائی میں گرفتار تھے لیکن احمدیت قبول کرنے کے بعد وہ چھوڑ دی۔

پس یہ نمونے ہیں جو ہمیں قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ کسی قانون سے ڈر کر یا اپنے معاشرے سے ڈر کر ہی برائیاں نہیں چھوڑنی۔ یا اُن سے اس لئے نہیں بچنا کہ اُن میں ماں باپ کا خوف ہے یا معاشرے کا خوف ہے۔ یہ سوچ نہیں ہونی چاہئے بلکہ سوچ یہ ہونی چاہئے کہ ہم نے برائی اس لئے چھوڑنی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روکا۔ یا اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرمایا ہے تو ہم نے اس سے رکنا ہے۔ مسلمان ملکوں میں اگر شراب کھلے عام نہیں ملتی، پاکستان وغیرہ میں تو مجھے پتا ہے کہ قانون اب اس کی اجازت نہیں دیتا تو چھپ کر ایسی قسم کی شراب بنائی جاتی ہے جو دیسی قسم کی شراب ہے اور پھر پیتے بھی ہیں اور اس کا نشہ بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔ امیر طبقہ اور اور بہانوں سے اعلیٰ قسم کی شراب کا بھی انتظام کر لیتا ہے۔ پھر یونیورسٹی میں سٹوڈنٹس کو مَیں نے دیکھا ہے کہ ایسے سیرپ یا دوائیاں، خاص طور پر کھانسی کے سیرپ جن میں الکوحل ملی ہوتی ہے، اُس کو نشے کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور پھر اس کا نقصان بھی ہوتا ہے کیونکہ اس میں دوسری دوائیاں بھی ملی ہوتی ہیں۔ پس ایسے معاشرے میں بچنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اپنی قوتِ ارادی سے ان برائیوں سے بچنے کی ضرورت ہے۔

آجکل یہاں یورپین ملکوں میں بھی علاوہ ایسے نشوں کے جو زیادہ خطرناک ہیں، شیشے کے نام سے بھی ریسٹورانوں میں، خاص طور پر مسلمان ریسٹورانوں میں نشہ ملتا ہے۔ اسی طرح امریکہ میں حقّے کے نام سے نشہ کیا جاتا ہے۔ وہ خاص قسم کا حقّہ ہے۔ اور مجھے پتا لگا ہے کہ یہاں ہمارے بعض نوجوان لڑکے اور لڑکیاں یہ شیشہ استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس میں نشہ نہیں ہے یا کبھی کبھی استعمال کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ کوئی حرج نہیں ہے۔

یاد رکھیں کہ یہ کبھی کبھی کا جو استعمال ہے ایک وقت آئے گا جب آپ بڑے نشوں میں ملوث ہو جائیں گے اور پھر اس سے پیچھے ہٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

پس ابھی سے اپنی قوتِ ارادی سے کام لینا ہوگا اور اس برائی سے چھٹکارا پانا ہوگا۔ اور اس کے لئے اپنے ایمان کو دیکھیں۔ ایمان کی گرمی ہی قوتِ ارادی پیدا کر سکتی ہے جو فوری طور پر بڑے فیصلے کرواتی ہے جیسا کہ صحابہ کے نمونے میں ہم نے دیکھا، ورنہ قانون تو ان میں روکیں نہیں ڈال سکتے۔ جیسا کہ میں نے کہا پاکستان میں قانون بھی ہے، ملتی بھی نہیں لیکن پھر بھی لوگ پیتے ہیں اور انتظام بھی کر لیتے ہیں۔ انہوں نے کئی طرح کے طریقے اختیار کئے ہوئے ہیں۔ امریکہ میں ایک زمانے میں کھلے عام شراب کی ممانعت کی کوشش ہوئی تو اس کے لئے لوگوں نے دوسرا طریقہ اختیار کیا اور سپرٹ (spirit) پینا شروع کر دیا۔ اور سپرٹ (spririt) پینے کے نقصانات بہت زیادہ ہیں تو اس کی وجہ سے لوگ مرنے بھی لگے۔ حضرت مصلح موعود نے لکھا ہے کیونکہ ایمان نہیں تھا اس لئے دنیاوی قانون کی کوشش کامیاب نہیں ہو سکی بلکہ نشے کے ہاتھوں ایسے مجبور ہوئے کہ سپرٹ پی کر اپنے آپ کو نقصان پہنچا لیتے تھے۔ حکومت نے پھر قانون بنایا کہ اگر ڈاکٹر اجازت دیں، بعض اسباب ایسے ہوں جو اس کو (justify) کرتے ہوں تو پھر شراب ملے گی اور ڈاکٹروں کا اجازت نامہ بھی بعض وجوہات کی وجہ سے تھا۔ تو اس کا نتیجہ کیا نکلا کہ ہزاروں ڈاکٹروں نے اپنی آمدنیاں بڑھانے کے لئے غلط سرٹیفکیٹ جاری کرنے شروع کر دیئے۔ تو ایسے ڈاکٹر جن کی پریکٹس نہیں چلتی تھی اُن کی اس طرح آمدنی شروع ہو گئی کہ شراب پینے کے سرٹیفکیٹ دے دیئے۔ آخر ایک وقت ایسا آیا کہ قانون کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور آہستہ آہستہ اب ہر جگہ عمر کی پابندی کے ساتھ شراب ملتی ہے۔ کہیں یہ عمر اکیس سال ہے، کہیں اٹھارہ سال ہے اور کہیں کہتے ہیں کہ اگر بڑا ساتھ ہو تو پندرہ سولہ سال، سترہ سال کے بچے بھی بعض خاص قسم کی شرابیں پی سکتے ہیں۔ پس اپنے قانون کی بے بسی پر پردہ ڈالنے کے یہ بہانے ہیں۔ جوں جوں ترقی یافتہ ہو رہے ہیں برائیوں کی اجازت کے قانون پاس ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ برائیوں کو روک نہیں سکتے تو قانون میں نرمی کر دیتے ہیں۔

لیکن خدا تعالیٰ کے احکامات میں جو برائی ہے وہ ہمیشہ کے لئے برائی ہے۔ خدا تعالیٰ ہماری مرضی کا پابند نہیں بلکہ ہمیں اپنے اعمال کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکامات کا پابند ہونا ہوگا اور یہ پابندی اُس وقت پیدا ہوگی جب ہماری ایمانی حالت بھی اعلیٰ درجہ کی ہوگی۔ آجکل کی جو ترقی یافتہ دنیا ہے وہ جس قوم کو اجڈ اور جاہل کہتی ہے، جسے اَن پڑھ سمجھتی ہے وہ لوگ جو تھے انہوں نے اپنے ایمان کی حرارت کو اپنے نشے پر غالب کر لیا۔ اپنے اعمال کی اصلاح کی اور پھر ایک دنیا میں اپنے اعمال کی برتری کا جھنڈا گاڑ کر دنیا کو اپنے پیچھے چلایا۔ پس یہ واضح ہونا چاہئے کہ دین کے معاملے میں قوتِ ارادی اپنے ایمان کی مضبوطی ہے جو نیک اعمال بجالانے پر قائم رہ سکتی ہے اور برائیوں سے چھڑواتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ قوتِ علمی ہے، اگر قوتِ علمی کسی میں ہو تو عمل کی جو کمزوری علم کی وجہ سے ہوتی ہے، وہ دور ہو جاتی ہے۔ جس کے لئے عام دنیاوی مثال یہ ہے کہ بچپن کی بعض عادتیں بچوں میں ہوتی ہیں۔ کسی کو مٹی کھانے کی عادت ہے تو جب اس کے نقصان کا علم ہوتا ہے تو پھر وہ کوشش کر کے اس سے اپنے آپ کو روکتا ہے۔ اَور بہت سی عادتیں ہیں۔ مثلاً ایک بچی کا مجھے پتا ہے کہ اُسے یہ عادت تھی کہ رات کو سوتے ہوئے اپنے بال نوچتی تھی اور زخمی کر لیتی تھی۔ لیکن اب بڑی ہو رہی ہے تو آہستہ آہستہ اُس کو احساس بھی ہو رہا ہے اور کوشش کر کے اس عادت سے چھٹکارا پا رہی ہے۔ تو یہ عادت بہر حال علم ہونے سے ختم ہو جاتی ہے۔

پس اسی طرح جس کو کچھ خدا کا خوف ہے، اگر اُسے عمل کے گناہ کا اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا صحیح احساس دلا دیا جائے اور اسے اس بات پر مضبوط کر دیا جائے کہ گناہ سے اللہ تعالیٰ کس طرح ناراض ہوتا ہے تو پھر وہ گناہ سے بچ جاتا ہے۔

پھر تیسری چیز جس سے عملی کمزوری سرزد ہوتی ہے وہ عملی قوت کا فقدان ہے۔ بعض لوگ شاید یہ سمجھ رہے ہوں کہ یہ باتیں دوہرائی جا رہی ہیں۔ بیشک بعض باتیں ایک لحاظ سے دوہرائی جا رہی ہیں لیکن مختلف زاویوں سے اس کا ذکر ہو رہا ہے تا کہ سمجھ آ سکے۔

بہر حال واضح ہو کہ قوتِ عملیہ کی کمی یا قوتِ عملیہ نہ ہونے کے بھی بعض اسباب ہیں۔ مثلاً ایک سبب عادت ہے۔ ایک شخص میں قوتِ ارادی بھی ہوتی ہے، علم بھی ہوتا ہے لیکن عادت کی وجہ سے مجبور ہو کر وہ عمل میں کمزوری دکھا رہا ہوتا ہے۔ یا ایک شخص جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکتا ہے لیکن مادّی اشیاء کے لئے جذباتِ محبت یا مادی نقصان کے خوف سے جذباتِ خوف غالب آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے سے انسان محروم رہ جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے اندرونی کے بجائے بیرونی علاج کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جو بیرونی علاج کیا جائے اسی سے قوتِ عمل میں بہتری پیدا ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے صحیح سہارے کی ضرورت ہے۔ اگر صحیح سہارا مل جائے تو بہتری آ سکتی ہے۔ پس اصلاح کے لئے اس صحیح سہارے کی تلاش کی ضرورت ہے۔ ایک شخص کو اگر پہلے سے کسی بات کا علم ہو تو یہ اصلاح کے لئے تو نہیں ہو سکتا۔ اس کو یہ علم ہے کہ انسان جب گناہ جب کرے تو خدا تعالیٰ کا غضب ہوتا ہے۔ اسے خدا تعالیٰ کے غضب سے خوف دلانا یا خدا تعالیٰ کی محبت کے حاصل کرنے کی اُسے تلقین کی جائے جبکہ اُسے پہلے ہی اس کا علم ہے تو یہ اُسے کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ ان باتوں کا تو اُسے علم ہے۔ قوتِ ارادی بھی اُس میں ہے لیکن کامل نہیں۔ علم جیسا کہ ذکر ہوا اُسے ہم نے بھی دیا اور اُسے پہلے بھی ہے مگر خدا تعالیٰ کی محبت اور اُس کے غضب کا خوف دل کے زنگ کی وجہ سے دل پر اثر نہیں کر سکتے۔ اب اُس کے لئے کسی اَور چیز کی ضرورت ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اُس کی نظروں سے اوجھل ہے۔ وہ یہی کہتا ہے ناں کہ خدا تعالیٰ تو مجھے نظر نہیں آ رہا۔ سامنے کی چیزیں تو نظر آ رہی ہیں۔ جس کا ایمان اتنا کامل نہیں تو خدا تعالیٰ بھی اُس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اس لئے وہ خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔ ایسے لوگوں کے لئے بعض دوسرے بندے ہوتے ہیں جن سے وہ ڈر جاتا ہے۔ پس ایسے شخص کے دل میں اگر بندے کا رعب ڈال دیں یا مادی طاقت سے کام لے کر اُس کی اصلاح کریں تو اس کی بھی اصلاح ہو سکتی ہے بشرطیکہ وہ طاقت دنیاوی قانون کی طرح سیاسی مصلحت کی وجہ سے ڈر کر اصلاح سے پیچھے ہٹنے والی نہ ہو۔ جیسے آجکل کے دنیاوی قانون ہیں۔

بہر حال یہ تینوں قسم کے لوگ دنیا میں موجود ہیں اور دنیا میں یہ بیماریاں بھی موجود ہیں۔ بعض ایسے لوگ ہیں جن کے عمل کی کمزوری کی وجہ ایمان میں کامل نہ ہونا ہے۔ بعض لوگ ایسے ہیں جن میں عمل کی کمزوری اس وجہ سے ہے کہ اُن کا علم کامل نہیں ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ایمان اور علم رکھتے ہیں لیکن دوسرے ذرائع سے اُن پر ایسا زنگ لگ جاتا ہے کہ دونوں علاج اُن کے لئے کافی نہیں ہوتے اور بیرونی علاج کی ضرورت ہوتی ہے، کسی سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے کسی کی ہڈی ٹوٹ جائے تو بعض

دفعہ ہڈی جوڑنے کے لئے پلستر لگا کر باہر سہارا دیا جاتا ہے۔ بعض دفعہ آپریشن کر کے پلیٹیں ڈالی جاتی ہیں تا کہ ہڈی مضبوط ہو جائے اور پھر آہستہ آہستہ ہڈی جڑ جاتی ہے اور وہ سہارے دُور کر دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض انسانوں کے لئے کچھ عرصے کے لئے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ یہ سہارا اُس میں اتنی طاقت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ خود فعال ہو جاتا ہے اور عملی کمزوریاں دُور ہو جاتی ہیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 447 تا 450 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

پس جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبہ میں بھی کہا تھا کہ ہمارا نظامِ جماعت، ہمارے عہدیدار، ہماری ذیلی تنظیمیں ان عملی کمزوریوں کو دُور کرنے کا ذریعہ بنیں۔ لیکن اگر خود ہی یہ لوگ جن کی قوتِ ارادی میں کمی ہے، ان عہدیداروں کے بھی اور باقی لوگوں کے بھی علم میں کمی ہے، عملی کمزوری ہے تو وہ کسی کا سہارا کس طرح بن سکیں گے۔ پس جماعتی ترقی کے لئے نظام کے ہر حصے کو، بلکہ ہر احمدی کو اپنا جائزہ لیتے ہوئے اپنی اصلاح کی بھی ضرورت ہے اور اپنے دوستوں اور قریبیوں کا سہارا بننے کی ضرورت ہے جو کمزوریوں میں مبتلا ہیں تا کہ جماعت کا ہر فرد عملی اصلاح کے اعلیٰ معیاروں کو چھونے والا بن جائے اور اس لحاظ سے وہ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد میں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ ایک افسوسناک خبر ہے کہ عزیزم ارسلان سرور ابن مکرم محمد سرور صاحب راولپنڈی کی 14/جنوری کو شہادت ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

پہلے ان کے خاندان کا تھوڑا سا تعارف کرا دوں۔ ارسلان سرور صاحب کے دادا محمد یوسف صاحب کا تعلق چک نمبر 55 گ ب تحصیل جڑانوالہ، فیصل آباد سے تھا۔ شہید مرحوم کے والد اور دادا نے خلافت ثالثہ میں 1973ء میں بیعت کی تھی جبکہ والدہ پیدائشی احمدی تھیں۔ 1984ء میں یہ فیملی راولپنڈی شفٹ ہوگئی۔ مرحوم کے والد وہاں فلور مل میں سپروائزر تھے۔ ارسلان شہید کی پیدائش پنڈی کی ہے۔ اسلام آباد میں ایف ایس سی پری انجینئرنگ کے طالب علم تھے۔ وفات کے وقت ان کی عمر سترہ سال کی تھی۔ عزیزم ارسلان کا شہادت کا واقعہ یہ ہے کہ 13، 14 جنوری کی درمیانی شب، رات ایک بجے اپنے محلے کے غیر احمدی دوستوں کے ہمراہ گلی میں 12/ربیع الاول کے حوالے سے لائٹنگ اور دیگر تیاریاں وغیرہ کر رہے تھے کہ ایک گاڑی گلی کے آخر پر آ کے رُکی اور اُس کے کچھ دیر بعد ایک موٹر سائیکل سوار بھی قریب آ کے رُکا۔ ان کے کھڑے ہونے سے قبل ان میں سے دو افراد قریب واقع گندگی کے ڈھیر سے ایک سفید رنگ کے شاپر میں کچھ لے کر بھی آئے جو کہ پہلے ہی وہاں پر رکھا ہوا تھا۔ اسی دوران گلی میں موجود دو غیر احمدی لڑکوں اور ارسلان سرور صاحب نے ان کو دیکھا اور مشکوک خیال کیا اور آپس میں مشورہ کیا کہ بڑوں کو بھی جگاتے ہیں جس کی وجہ سے ارسلان سرور نے شور مچایا جس پر گاڑی میں سے ایک آدمی نکلا اور اُس نے پہلے دو تین ہوائی فائر کئے جس پر لڑکے شور مچاتے ہوئے گلی کی دوسری طرف بھاگے جس پر وہ شخص پیچھے آیا اور ان پر تین چار فائر کئے۔ ارسلان سرور بھاگتے ہوئے دونوں لڑکوں کے درمیان میں تھا۔ گلی میں موجود فائرنگ کے نشانات سے پتا چلتا ہے کہ دونوں غیر احمدی لڑکوں پر بھی فائرنگ ہوئی ہے جو دائیں اور بائیں تھے۔ جبکہ ارسلان سرور نے بھاگتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھا تو عین اُسی وقت اس کے سر پر گولی لگی جس کی وجہ سے وہ وہیں گر گیا اور دونوں لڑکے بھی گلی میں موجود گاڑیوں کے پیچھے لیٹ گئے۔ حملہ آور کچھ دیر تک آگے آئے پھر واپس مڑ گئے اور بھاگ گئے۔ عزیزم کو ہسپتال لے جایا گیا۔ ''ہولی فیملی'' ہسپتال وہاں قریب ہی ہے۔ ڈاکٹروں نے کوشش تو کی لیکن ڈاکٹروں نے کہہ دیا تھا کہ بچنا مشکل ہے کیونکہ دماغ میں گولی لگی ہے۔ خون وغیرہ بھی دیا گیا۔ تقریباً تین گھنٹے کے بعد عزیزم کی شہادت ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کافی ہر دلعزیز تھا۔ وہاں کے غیر از جماعت بھی تعزیت کے لئے ان کے گھر آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھا اور چودہ سال کی عمر میں وصیت کی تھی۔ خدام الاحمدیہ سیٹلائٹ ٹاؤن میں سائق کے طور پر کام کر رہا تھا۔ پہلے بھی اطفال الاحمدیہ میں خدمات بجا لاتا رہا۔ اس کے بھائی بھی مختلف جماعتی خدمات پر مامور ہیں۔ قائد صاحب ضلع راولپنڈی کہتے ہیں کہ ارسلان سرور مرحوم اور اُن کے تمام بھائی خدام الاحمدیہ کے بڑے فعال رُکن ہیں اور وہ حفاظتی ڈیوٹیاں اور دیگر تنظیمی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے ہیں۔ مربی صاحب راولپنڈی نے بتایا کہ اکثر ان کے دفتر میں آ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرنا شہید مرحوم کا معمول تھا۔ نمازوں میں باقاعدہ تھا اور نمازوں میں سوز و گداز تھا۔ جمعہ باقاعدگی سے ایوانِ توحید میں پڑھتے تھے۔ اگرچہ پولیس کا پہرہ بھی ہوتا تھا، بعض پابندیاں بھی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چندوں میں بڑے باقاعدہ تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کے پسماندگان جو ہیں ان کو صبر اور ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔

مرحوم کے پسماندگان میں والد مکرم محمد سرور صاحب سیکرٹری دعوتِ الی اللہ حلقہ، والدہ عشرت پروین صاحبہ اور اس کے علاوہ تین بھائی یاسر احمد (یہ جرمنی میں ہیں)، ناصر احمد (امریکہ میں ہیں) اور محمد احمد راولپنڈی میں ہیں سوگوار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر عطا فرمائے۔

بقیہ: کیا اسلام ایک جہادی مذہب ہے؟ از صفحہ 15

پائپس کی رائے سے اختلاف کرنا ثابت ہو جائے تو منطقی لحاظ سے اس لغو اور غیر حقیقی ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی غیر ذمہ دارانہ دعویٰ کا غلط ہونا خود بخود ثابت ہو جاتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ حدیبیہ کے موضوع پر پچاس سے زائد محققین اور مصنفین نے قلم اٹھایا اور اکثریت نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی اور صلح حدیبیہ کو آنحضورؐ کی سب سے بڑی فتح قرار دیا۔ نیز قرآن کریم کی آیت کو بھی بطور سند پیش کیا کہ فی الحقیقت صلح حدیبیہ ایک فتح مبین تھی۔ چند ایک مستشرقین کے حوالے مثال کے طور پر پیش خدمت ہیں۔

✿...... **Caeser Farah** نے لکھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن کریم کی سورۃ توبہ کی آیت 12 پر عمل کر رہے تھے جس میں یہ حکم درج ہے کہ ''اگر کفار مکّہ اپنے عہد کے بعد اپنی قسموں کو توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو کفر کے سرغنوں سے لڑائی کرو۔'' (Ialam by Caeser Farah p.54)

✿...... **Fredrick Denay** نے لکھا:

''محمد نے اپنے بعض ساتھیوں کے ناخوش ہونے کے باوجود قریش مکّہ سے ایک معاہدہ کیا۔ اگرچہ اس سال وہ اپنے ساتھیوں سمیت بغیر عمرہ کئے لوٹ گئے مگر اگلے سال آپؐ مدینہ سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکّہ تشریف لائے اور مقررہ عبادات کیں اس حالت میں کہ کفارِ مکہ نے کسی بھی قسم کے ممکنہ تصادم سے بچنے کے لئے شہرِ مکہ کو تین دن کے لئے خالی کر دیا تھا۔ آپؐ نے یہ ثابت کیا کہ آپؐ خانہ کعبہ کا اسی طرح عزت و احترام رکھتے ہیں جتنا کے اس کے غیر مسلم متولی تصور میں لا سکتے ہیں۔''

✿...... **Martin Lings** نے اپنی کتاب ''Muhammad His Life Based on Earliest Sources'' کے باب نمبر 74 میں یہ لکھا:

''ابوسفیان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کا قصد کیا اور راستے میں بنوخزاعہ کے افراد سے ملا جو بنوبکر سے جھڑپ کے بعد واپس آرہے تھے۔ اس کو یہ خوف ہوا کہ معاملہ حد سے بڑھ نہ چکا ہو... چنانچہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ صلح حدیبیہ کے وقت مَیں موجود نہیں تھا چنانچہ مَیں درخواست کرتا ہوں کہ ہم اس معاہدہ کی میعاد بڑھا دیں۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ تم اپنی جانب سے اس کو توڑنا چاہتے ہو؟ ابوسفیان نے کہا خدا نہ کرے۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ معاہدہ کو مقررہ وقت تک پورا کیا جائے۔ نہ ہم اس میں ترمیم کریں گے اور نہ ہی اس کی جگہ کوئی اور معاہدہ کریں گے۔ اس سے زیادہ آپ نے کچھ نہیں فرمایا۔'' (صفحہ 293)

✿...... **Karen Armstrong** آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری "Muhammad: A Biography of the Prophet" میں رقمطراز ہیں۔

یہاں (صلح حدیبیہ) کے موقع پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مفاہمت کی نئی پالیسی نہایت مفید ثابت ہوئی۔ کیونکہ اس معاہدے نے ایک پُر امن ماحول پیدا کر دیا تھا جس میں قریش مکّہ اور مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ تبادلہ خیال کر سکتے تھے۔ اس عظیم فتح کے بارے میں جو حدیبیہ کے مقام پر ہوئی ابن اسحاق نے لکھا:

''آنحضرتؐ کی کوئی سابقہ فتح صلح حدیبیہ سے بڑھ کر نہ تھی۔ اس سے قبل (مکہ اور مدینہ کے) لوگ صرف جنگ کے لیے صف آراء ہو کر آمنے سامنے ہوتے تھے۔ لیکن جب جنگ جدل ختم ہوا اور لوگوں کا آپس میں ملنا پُر امن طور پر ممکن ہوا تو شاید ہی کوئی ایسا وجود تھا جو نیک نیتی سے اسلام کی تعلیم کو سننے کے بعد اس کو قبول کرنے سے رکا رہا۔ ان دو سالوں (630-628) میں دوگنے سے زیادہ لوگ اسلام کی آغوش میں آ گئے۔''

اسی طرح متعدد مصنفین نے بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے اور اس کو فتح مبین کے لقب سے یاد کیا ہے۔

آخر میں ڈاکٹر پائپس اور ان کے ہم خیال علماء کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ اسلام اور بانیٔ اسلام کی ذاتِ بابرکات کے بارے میں کچھ بھی تحریر کرتے ہوئے تہذیب کے دامن کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور حقیقت اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس میدان میں قدم رکھیں۔ کہتے ہیں کہ ''جھوٹ کے پیر نہیں ہوتے''۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ محض اسلام دشمنی میں حقائق کو نظر انداز کر دینے سے آپ کے ظاہری علم و دانش کا پردہ فاش ہو جائے۔ یقیناً آج کے دور کے شدت پسند مسلمانوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی پاکیزہ اور بے مثال تعلیم سے کوئی رشتہ نہیں۔ ان راندۂ درگاہ مسلمانوں کی وجہ سے اسلام کو بدنام کرنا اپنی ذات میں ایک بے ایمانی ہے۔

اسلام سے نہ بھاگو راہ ھدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

☆☆☆☆☆☆☆

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths

Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals

قانونی مشاورت
برائے اسائلم

• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738

24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062

Same Day Visa Service
Email: law786@live.com

RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

بقیہ: رپورٹ دورۂ جاپان از صفحہ نمبر 20

فرمایا کہ بائبل کی رُو سے وہ بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے آئے تھے۔ جو بارہ (12) قبائل تھے ان کی اصلاح کے لئے آنے کا ذکر بائبل میں ہے۔ بلکہ حضرت عیسیٰؑ خود تسلیم کرتے ہیں کہ میں بارہ قبائل کی اصلاح کے لئے آیا ہوں۔ تو یہ عقیدہ کہ وہ خدا ہیں بائبل کی رُو سے ہی باطل ہو جاتا ہے۔ اگر آپ غور سے بائبل پڑھیں تو آپ کو علم ہو جائے گا کہ وہ بارہ قبائل کے لئے آئے تھے۔ اس لئے خدا نہیں تھے۔

☆......اس سوال کے جواب میں کہ مسلمان اور عیسائی وغیرہ کس طرح باہم اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا یہ بڑی اچھی بات ہے قرآن کریم نے اس بارہ میں لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''تُو کہہ دے اے اہل کتاب! اس کلمہ کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی چیز کو اس کا شریک ٹھہرائیں گے اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو اللہ کے سوا ربّ نہیں بنائے گا''۔

(آل عمران:65)

حضور انور نے فرمایا: ہر ایک مانتا ہے کہ اس کائنات کا ایک خدا ہے جو سب طاقتوں کا مالک ہے۔ پس مقاصد کے حصول کے لئے ایک خدا پر سب مذاہب کو اکٹھا ہو جانا چاہئے اور باقی سب مذہبی اختلافات کو ختم کر دینا چاہئے۔ مذہب کا معاملہ دل کے ساتھ ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے لَااِكْرَاهَ فِيْ الدِّيْن دین میں کوئی جبر نہیں ہر ایک دین کے معاملہ میں، مذہب کے معاملہ میں آزاد ہے۔

حضور انور نے فرمایا: جب تمام مذاہب خدا کی طرف سے ہیں تو پھر تمام مذاہب کو اس بات پر جمع ہو جانا چاہئے کہ ایک خدا کی عبادت کریں اور جو اس کی مخلوق ہے وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آئے۔

حضور انور نے فرمایا: بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے یہی تجویز مختلف مواقع پر پیش کی۔ ملکہ وکٹوریہ کی جون 1897ء میں گولڈن جوبلی کے موقع پر آپ نے ''تحفہ قیصریہ'' کے نام سے ایک کتاب تصنیف کر کے ملکہ وکٹوریہ کو بھجوائی۔ اس کتاب میں آپؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی صداقت کا اظہار اور ان اصولوں کا ذکر فرمایا ہے جو امن عالم اور اخوت و محبت کی بنیاد بن سکتے ہیں۔ آپ نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ ہمیں ایک دوسرے کے مذاہب کا احترام کرنا چاہئے بجائے اس کے کہ ایک دوسرے کے مذہب پر اعتراض کیا جائے۔ یہ پابندی لگا دی جائے کہ کوئی ایک دوسرے کے مذہب پر اعتراض نہ کرے تاکہ باہمی بھائی چارہ اور اخوت و محبت اور رواداری قائم ہو۔ ہر ایک کو یہ حق ہونا چاہئے کہ اپنے مذہب کی تبلیغ آزادی سے کر سکے۔ جو چاہے قبول کرے اور جو چاہے قبول نہ کرے۔

حضور انور نے فرمایا: آج جماعت احمدیہ دنیا میں امن کے قیام کے حوالہ سے کوشاں ہے اور ہر طرف یہی پیغام پہنچا رہی ہے۔

☆......ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ بتایا ہے کہ دنیا کی ہر قوم کی طرف نبی آئے۔ کچھ کا ذکر قرآن کریم میں ہے اور کچھ کا ذکر بائبل میں ہے۔ مجموعی طور پر ایک لاکھ چوبیس ہزار کی تعداد کا ذکر ملتا ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں نبی بھیجا۔ ہم حضرت بدھؒ کو خدا تعالیٰ کا نبی مانتے ہیں۔ ان کا مقام ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی بھی نبی کا ہے۔

☆......ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا 'اللہ' کا لفظ اسلام میں صرف خدا تعالیٰ کے لئے ہی استعمال ہوا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایسا نام ہے جس میں اس کی ساری صفات موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار لامحدود صفات ہیں۔ ہمیں صرف 99 صفات کا علم ہے یا بعض جگہ 104 بھی بیان ہوئی ہیں۔ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے جو بھی کام یا تغیرات ہو رہے ہیں یا ہو سکتے ہیں وہ سب خدا تعالیٰ کی کسی نہ کسی صفت کے تحت ہیں۔ اس لئے توحید میں، خدا تعالیٰ کی وحدانیت میں اور خدا تعالیٰ کی صفات میں آپس میں کوئی ٹکراؤ نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ابھی جو قرآن کریم کی تلاوت کی گئی ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ کی صفات رحمٰن، رحیم، غیب و حاضر کا جاننے والا، ملک، قدوس، سلام، مومن، خالق، الباری اور مصور وغیرہ بیان کی گئی ہیں۔ اگر توحید اور صفات میں کسی قسم کا ٹکراؤ ہوتا تو خدا تعالیٰ خود اپنی ان صفات کو قرآن کریم میں بیان نہ کرتا۔

☆......ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا قرآن کریم آخری اور کامل شریعت ہے۔ کامل شریعت وہ ہوتی ہے جس میں ہر قسم کی خوبی پائی جاتی ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم میں تمام ضروری باتوں کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا اس سے زائد مقامی رسم و رواج ہیں۔ اگر ان رسم و رواج کا اسلامی تعلیم سے ٹکراؤ نہیں تو پھر ان کے اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ مسلمان بنانے کے لئے تم ایسی ایسی باتیں اپنا لو جو اسلام کی تعلیم سے ٹکراتی ہوں اور اسلام ان کی اجازت نہ دیتا ہو۔

حضور انور نے فرمایا: اسلام تو یہ کہتا ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرو، بیوی خاوند کے حقوق ادا کرے اور خاوند بیوی کے حقوق ادا کرے، بچوں کے حقوق ادا کرو، مالی معاملات میں، لین دین میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرو اور انصاف اور عدل قائم کرو۔ اس طرح انصاف قائم کرو کہ کسی قوم کی دشمنی بھی تمہیں انصاف کرنے سے نہ روکے۔ حق بات کہو، سچائی پر قائم ہو جاؤ اور اس طرح قائم ہو کہ اگر اپنے خلاف، اپنے پیاروں کے خلاف گواہی دینی پڑے تو دو۔

پس اصل یہ ہے کہ خدا کا حق ادا کرو اور اس کے بندوں کا حق ادا کرو۔ پس اس کے اندر رہتے ہوئے اگر معاشرہ کی، ہر قوم کی روایات کا خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر، اس کی دی ہوئی تعلیم پر اثر نہیں پڑتا تو پھر ان کو اپنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

☆......ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: جاپانی قوم کے بعض اخلاق بہت اعلیٰ ہیں اور عین اسلام کے مطابق ہیں۔ مسلمان جو تبلیغ کر رہا ہے پیغام پہنچا رہا ہے اسے بھی یہ اچھے اخلاق اپنانے چاہئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر اچھی چیز کو اپناؤ۔ ہر اچھی چیز تمہاری کھوئی ہوئی میراث ہے۔ اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

☆......جرنلسٹ کے ایک سوال پر حضور انور نے فرمایا کہ اس بارہ میں مَیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ کہ اُس کلمہ پر اکٹھے ہو جائیں جو ہم سب کے درمیان مشترک ہے کہ ایک ہی خدا کی عبادت کریں۔ ہم سب خدا کی مخلوق ہیں۔ مخلوق ہونے کے ناطے ہم سب کو اکٹھے ہو جانا چاہئے اور ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہئے۔ ہم سب ایک ہی خدا کے ماننے والے ہیں۔

☆......جرنلسٹ نے سوال کیا کہ بائبل کہتی ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہ دوسرے کے لئے بھی پسند کرو۔ اس سے باہمی تعلقات کا ایک بہت اچھا اصول نکل سکتا ہے۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: اسلام میں بھی یہی اصول ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرو وہی دوسرے کے لئے پسند کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی جماعت احمدیہ نے فرمایا ہے کہ دوسرے کا درد تم اسی طرح محسوس کرو جس طرح اپنا درد محسوس کرتے ہو تو تبھی تم دوسروں کے حقوق ادا کر سکتے ہو اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکتے ہو۔

حضور انور نے فرمایا: اسلام کے اسی اصول کے تحت ہم تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔ ہم اسلام کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں کہ ہمیں خدا کا قرب حاصل ہو جائے اور ہم مخلوق خدا کے حقوق ادا کرنے والے ہوں تو یہی تعلیمات اور پیغام ہم دوسروں کے لئے پسند کرتے ہیں اور انہیں پہنچاتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ جو ہمارا نعرہ ہے کہ ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' یہ انہی باتوں اور تعلیمات کا خلاصہ ہے۔

☆......ایک جرنلسٹ نے سوال کیا کہ میں مذہب اور سائنس کے آپس کے تعلق کے بارہ میں جاننا چاہتا ہوں اور پھر خواتین کی صلاحیتوں کو زیادہ پھیلانے کے بارہ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ موصوف نے عرض کیا کہ پاکستان سے ایک بچی تین سال کی عمر میں ہجرت کر کے امریکہ آئی اور پھر اس نے امریکہ میں پی ایچ ڈی کی، ایک انسٹیٹیوٹ کی ہیڈ بھی رہی اور ایک دفاعی عہدہ پر بھی فائز رہی۔ میرا خیال ہے کہ پاکستان میں خواتین میں بہت زیادہ Talent موجود ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہے۔ ہماری کائنات، زمین کی بناوٹ اور انسانی پیدائش کے عمل سے لے کر بِگ بینگ اور بلیک ہول اور کائنات کے حوالہ سے دوسری سب چیزوں کا ذکر اور راہنمائی اس میں موجود ہے۔

حضور انور نے فرمایا: پاکستان کے سب سے بڑے سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب جو نوبیل انعام یافتہ تھے وہ اپنی تحقیق اور ریسرچ میں قرآن کریم سے مدد لیتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ قرآن کریم میں سات سو آیات ہیں جو سائنس کی طرف راہنمائی کرتی ہیں۔ ہمارے نزدیک سائنس اور مذہب میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

باقی جہاں تک خواتین کے تعلیم حاصل کرنے اور ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کا تعلق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر مرد اور عورت پر تعلیم حاصل کرنا فرض ہے۔ آپؐ نے یہاں تک فرمایا کہ جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی بہترین تربیت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا فرمائے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سوئٹزرلینڈ میں انڈر گراؤنڈ جو بگ بینگ (Big Bang) پر کام ہو رہا ہے جو سائنٹسٹ کی ٹیم اس پر کام کر رہی ہے اس میں ایک احمدی لڑکی بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعلیم حاصل کرنے میں ہماری احمدی لڑکیاں، لڑکوں سے آگے ہیں۔ جو اچھے اور ذہین طلباء ہوتے ہیں لیکن مزید تعلیم کے حصول کے لئے ان کی مالی استطاعت نہیں ہوتی تو جماعت وظائف دے کر بھی ایسے بچوں کو پڑھاتی ہے۔ افریقہ میں ہم بلاتمیز مذہب اور رنگ و نسل ہر ایک کو تعلیم کی سہولتیں مہیا کر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ہم اس بات کے قائل ہیں کہ تعلیم حاصل کرو، تحقیق کرو، ریسرچ کرو اور آگے پڑھنے کی کوشش کرو۔

حضور انور نے ریسرچ کے حوالہ سے فرمایا کہ اگر تم Cloning کر کے خدا تعالیٰ کی مخلوق میں تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرو گے اور کچھ کر بھی لو گے تو اس کا نتیجہ خطرناک ہوگا اور تباہی پر منتج ہوگا اور پھر آخرت میں بھی سزا ملے گی کیونکہ تم خدا کی مخلوق کو تبدیل کر رہے ہو جس کی تمہیں اجازت نہیں دی گئی۔ حضور انور نے فرمایا اگر انسانوں میں کلوننگ کر کے کوشش کی تو پھر ایسا خطرناک فساد پیدا ہوگا جو انتہائی خوفناک تباہی پر منتج ہوگا۔

☆......جرنلسٹ نے سوال کیا کہ یورپین ممالک میں سائنس کا کوٹہ 30 فیصد مقرر کیا گیا ہے۔ لیکن ان ممالک میں ایسا نہیں ہو رہا۔ جاپان میں بھی ایسا نہیں ہے۔ تو کیا اسلامی ملکوں کے بارہ میں کوئی Data آپ کے پاس ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اسلامی ممالک کا Data تو میرے پاس نہیں ہے۔ اگر ترقی یافتہ ممالک میں

اس بارہ میں شکوہ ہے تو پھر تیسری دنیا کے ممالک سے کیا شکوہ ہوسکتا ہے؟ ان میں تو مرد بھی اتنے پڑھے لکھے نہیں ہیں تو عورتوں کے بارہ میں کیا بات ہوسکتی ہے۔ وہ بھی مردوں کی طرح ہی ہوں گی۔

حضور انور نے فرمایا: جماعت احمدیہ کے بارہ میں مَیں جانتا ہوں کہ خدا کے فضل سے لڑکیاں تعلیم حاصل کرتی ہیں اور غیروں کو بھی توجہ دلاتے ہیں کہ تعلیم حاصل کریں اور ہم غیروں کی مدد بھی کرتے ہیں۔

☆......ایک مہمان نے سوال کیا کہ پاکستان میں احمدیوں پر کیوں ظلم ہورہا ہے؟

حضور انور نے اس سوال کا تفصیلی جواب عطا فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک زمانہ آئے گا جب مسلمان عملی طور پر اپنی تعلیم کو بھول چکے ہوں گے۔قرآن کریم تو موجود ہوگا لیکن اس پر عمل نہیں ہوگا اور ایک اندھیرا زمانہ ہوگا۔ علماء ایسے ہوں گے جو غلط رہنمائی کریں گے۔ وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔تو اس زمانہ میں، چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ ایک مصلح کو مبعوث کرے گا اور وہ مسیح اور مہدی ہوگا اور اسلام کی حقیقی تعلیم کو اور قرآن کریم کی تعلیم کو آگے بڑھائے گا۔

ہم یہ مانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آنے والا مسیح اور مہدی آگیا ہے اور ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں۔لیکن اِن مخالف علماء نے اسے ردّ کیا اور یہ اس انتظار میں ہیں کہ آنے والا مسیح آسمان سے آئے گا۔اب یہ علماء، عوام کی غلط رہنمائی کررہے ہیں تا کہ ان کا سٹیج قائم رہے۔اور مسلمانوں کی اکثریت ان کے پیچھے چل رہی ہے۔ اگر علماء کو ایک طرف کردیا جائے اور حکومتیں عقل کریں تو عوام جلد اس بات کو سمجھ جائے گی کہ صحیح کون ہے اور ہدایت پر کون ہے اور علماء کا کردار غلط ہے۔تو یہ وہ وجہ ہے کہ آنے والے مسیحؑ اور مہدیؑ کو ماننے کی وجہ سے ہم پر ظلم ہورہا ہے۔تو یہ آپ کے سوال کا مختصر جواب ہے۔

☆......ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: مذہب کا معاملہ دل سے ہے۔ مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے۔ ہر ملک کا شہری کوئی بھی مذہب اختیار کرسکتا ہے۔ مذہب کے بارہ میں کوئی سختی نہیں ہونی چاہئے۔تبلیغ کرنے کا حکم ہے۔ پیغام پہنچانے کا حکم ہے وہ پہنچایا جائے۔ ہر مذہب کو اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے اور پیغام پہنچانے کا حق ہے۔

حضور انور نے فرمایا: سب سے پہلی حکومت مدینہ میں قائم ہوئی۔ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اختیارات دیے گئے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے فیصلے اسلامی تعلیم کے مطابق ہوں گے۔ یہودیوں کے فیصلے یہود کی شریعت کے مطابق ہوں گے اور جو دوسرے قبائل ہیں ان کے فیصلے ان کے رواج اور دستور کے مطابق ہوں گے۔حضور انور نے فرمایا پس ملکی قانون تو ایسے ہونے چاہئیں جو ہر شخص کو، ایک شہری کے حقوق دلوائیں اور ہر شہری کو اس کا حق ملے۔حکومت کا کام ہر شہری کو اس کا حق دینا ہے نہ کہ اس کے مذہب کے فیصلے کرنا۔

جاپان میں بدھ مذہب کے لوگ ہیں۔ ہندو ہیں، عیسائی ہیں اور دوسرے مذاہب کے لوگ ہیں۔ ہر ایک کو ان کے شہری حقوق ملنے چاہئیں۔ اگر شہری حقوق نہیں ملیں گے تو فساد پیدا ہوگا۔ پس مذہب کی آزادی ہونی چاہیے۔قرآن کریم کسی کے مذہب میں دخل اندازی سے منع کرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: مسلمان ملکوں میں اسلامی شریعت کے مطابق قوانین بناسکتے ہیں لیکن یہ نہیں کرسکتے کہ ہر شہری ان کا مذہب قبول کرکے ان کی پابندی کرے۔

حضور انور نے فرمایا: بعض عائلی قوانین جو قرآن کریم میں ہیں اگر مسلمان ملک ان پر عمل کروانے کے لئے اپنے قانون کا حصہ بنالیتے ہیں تو ٹھیک ہے۔لیکن کسی مسلمان ملک کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جبر کرکے اپنے شہریوں کو ان کے حقوق سے محروم کیا جائے۔ یہ غلط ہے۔

حضور انور نے فرمایا: UNO کے تحت ہیومن رائٹس کے چارٹر میں تمام ممالک شامل ہیں۔ اس کے مطابق ہر ملک میں ہر شہری کے حقوق ہیں اور ہر ملک میں اس چارٹر پر عمل ہونا چاہئے اور ہر شہری کو اس کے حقوق ملنے چاہئیں۔ جو حقوق ہر شہری کے جاپان اور امریکہ میں ہیں، وہی حقوق ہر شہری کے اسلامی ممالک میں ہیں۔قرآن کریم کا یہ حکم نہیں کہ ظلم کرو بلکہ قرآن یہ کہتا ہے کہ انصاف سے کام لو۔قرآن کریم تو یہ کہتا ہے اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔پس انصاف کرو اور عدل سے کام لو۔

حضور انور نے فرمایا: پس قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ضروری ہے کہ انصاف اور عدل کے ساتھ ہر شہری کو اس کا حق دیا جائے اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ ہمسائیگی کا بھی حق ادا کرو، چالیس گھروں تک تو ہمسایہ کے حق کی ادائیگی ہے۔لیکن صرف یہی نہیں آگے بڑھتے جائیں تو ہمسایہ قوموں کے حق بھی ادا ہونے چاہئیں۔ اگر ایسا ہو جائے اور ہمسایہ اقوام کے حقوق ادا ہونے لگیں تو پھر کہیں بھی کوئی خرابی نہ ہو۔

حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ ہمسایہ کے حقوق کے حوالہ سے اس قدر تاکید کی گئی ہے کہ مجھے خیال ہوا کہ کہیں اسے وارث ہی نہ بنا دیا جائے۔پس اسلام تو حقوق دلواتا ہے نہ کہ غصب کرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اگر انتہا پرست، اسلام کے نام پر دہشتگردی کررہے ہیں تو وہ اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ وہ ایسا اپنے ذاتی مفاد کے لئے کررہے ہیں نہ کہ اسلام کی تعلیم کو پھیلانے کے لئے ایسا کررہے ہیں۔حضور انور نے فرمایا میں اس بات کو ہر جگہ دہراتا ہوں کہ جو شدّت پسند القاعدہ، طالبان وغیرہ تنظیمیں ہیں وہ اسلام کے نام پر یہ حرکتیں کررہی ہیں۔ ان کے یہ عمل اسلام کی تعلیم کے بالکل خلاف ہیں بلکہ یہ اسلام کو بدنام کررہے ہیں۔

پریس کانفرنس کا یہ پروگرام آٹھ بجے تک جاری رہا۔اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

بعدازاں مہمانوں نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوائیں اور حضور انور نے ازراہ شفقت ان مہمانوں سے گفتگو فرمائی۔ پونے نو بجے یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمازوں کے لئے حاصل کیے گئے ہال میں تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

....

11رنومبر 2013ء بروز سوموار

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح سوا پانچ بجے ہوٹل کے ایک ہال میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

Asakusa کا وزٹ

آج جماعت جاپان نے ٹوکیو شہر کے ایک علاقہ Asakusa کے وزٹ کا پروگرام بنایا تھا۔ یہ علاقہ ٹوکیو (Tokyo) کے سب سے زیادہ روایتی علاقوں میں سے ہے اور اپنے قدیم شہر کے مناظر اور بدھ مت کے تاریخی ٹیمپلز کی وجہ سے مشہور ہے۔

یہ صدیوں پرانا Asakusa Kannon Temple جاپان کے لوگوں کا قدیم ترین ٹیمپل ہے جو کہ Sensouji Temple کہلاتا ہے۔عرف عام میں اسے Kannon کے رحیم دیوتا کی وجہ سے ہمدردی کا نشان سمجھا جاتا ہے۔اس کا احاطہ بڑا وسیع ہے اور بیرونی احاطہ میں نمائشیں اور بازار لگتے ہیں اور ایک بہت بڑی تعداد جو ہزاروں میں ہوتی ہے روزانہ اس جگہ کا وزٹ کرتی ہے۔ یہاں کا بازار جاپان کا قدیم روایتی بازار ہے اور آج کے اس دور میں بھی جاپان کے اس قدیم بازار کو دیکھا جاسکتا ہے۔

پروگرام کے مطابق سوا گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے باہر تشریف لائے اور اس علاقہ کے وزٹ کے لئے روانگی ہوئی۔قریباً پینتالیس منٹ کے سفر کے بعد بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی Asakusa کے علاقہ میں تشریف آوری ہوئی۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے اور اس علاقہ میں داخل ہوئے تو اس علاقہ کے وزٹ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پُرنور شخصیت ہزاروں کی تعداد میں موجود ٹورسٹ کی توجہ کا مرکز بنی رہی۔ مرد وخواتین اور بچوں بچیوں، قریباً سبھی کے ہاتھوں میں کیمرے تھے۔ یہ سب حضور انور کو مسلسل دیکھتے رہے اور تصاویر بناتے رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جہاں بھی قدم رکھتے اور جس طرف بھی آگے بڑھتے وہاں اردگرد سینکڑوں کیمرے فضا میں بلند ہوجاتے اور ہر طرف مسلسل تصاویر کھینچی جارہی تھیں۔ پھر یہیں پر بس نہیں بلکہ سینکڑوں فیملیز مرد وخواتین، بچوں اور بچیوں نے بار بار حضور انور کی خدمت میں درخواست کرکے تصاویر بنوائیں۔مختلف فیملیز کے گروپس جگہ جگہ حضور انور کو روک لیتے اور تصاویر بنوانے کی درخواست کرتے۔ بچے بچیاں حضور انور کے دائیں بائیں اور آگے کھڑی ہوجاتیں اور تصاویر بنواتیں، ویڈیو بنواتیں۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے سینکڑوں لوگوں نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوائیں اور حضور انور کی شفقتوں اور برکتوں سے حصہ پایا۔

تھائی لینڈ سے بدھسٹ کا ایک گروپ بھی یہاں اس تاریخی ٹیمپل کی زیارت اور اپنی عبادت کے لئے آیا ہوا تھا۔ اس گروپ کے ممبران نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا اور حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

ایک ایرانی دوست دور سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر قریب آئے اور شرف مصافحہ حاصل کرنے کے بعد درخواست کرکے تصویر بنوائی۔

ایک افریقن پادری بھی حضور انور کے پاس آئے اور اپنا تعارف کروایا اور حضور انور کے ساتھ تصویر بنوائی۔

مسجد فضل لندن کے ساتھ والی سڑک Melrose Road پر رہنے والے ایک انگریز میاں بیوی نے اچانک حضور انور کو دیکھا تو وہ حضور کے قریب آگئے اور بتایا کہ ہم وہاں لندن میں مسجد کے ساتھ ہی رہتے ہیں اور وہاں حضور کو آتا جاتا دیکھتے ہیں۔ ان دونوں نے بھی حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قریباً ڈیڑھ گھنٹہ یہاں پر رہے اور قریباً یہ سارا وقت ہی ان جاپانی فیملیز نے حضور انور کے بابرکت وجود کو گھیرے رکھا اور باری باری قدم قدم پر تصاویر بناتے رہے۔

پروگرام کے مطابق دو بجے یہاں سے واپس رہائش گاہ ہوٹل Inter Continental روانگی ہوئی۔ راستہ میں ایک جگہ رُک کر ایک ریسٹورنٹ میں دوپہر کا کھانا کھایا گیا۔ بعدازاں یہاں سے روانہ ہوکر سوا چار بجے ہوٹل میں تشریف آوری ہوئی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہوٹل کے ایک ہال میں تشریف لاکر نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

آج شام پروگرام کے مطابق ٹوکیو جماعت کی فیملی ملاقاتیں اور بعدازاں نیشنل مجلس عاملہ جماعت جاپان کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ تھی۔ اس کا انتظام ہوٹل میں ہی کیا گیا تھا۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

چھ بجکر پینتیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ملاقاتوں کے پروگرام کے لئے تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج ملاقاتوں کے اس سیشن میں 24 فیملیز کے 87 رافراد نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ ملاقات کی سعادت پائی۔آج ملاقات کرنے والوں میں انڈونیشیا اور کوریا سے آئے ہوئے مہمان بھی شامل تھے۔ جاپان سے ایک فیملی پاکستان گئی ہوئی تھی۔ جب انہیں علم ہوا کہ حضور انور جاپان آئے ہوئے ہیں تو وہ اپنے پروگرام ختم کرکے آج ہی پاکستان سے واپس جاپان پہنچی اور حضور انور سے ملاقات کی سعادت پائی۔

ملاقات کی سعادت پانے والی ان تمام فیملیز نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی بچیوں اور بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

قرآن کریم کے جاپانی ترجمہ کی نظر ثانی کرنے میں مدد دینے والی لڑکیوں اور لڑکوں پر مشتمل ٹیم نے بھی علیحدہ علیحدہ گروپ کی صورت میں حضور انور سے ملاقات کی اور تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

نیشنل صدر صاحب جاپان نے دفتری ملاقات کی اور مختلف معاملات میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایات سے نوازا۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام نو بجے تک جاری رہا۔

نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ جاپان کے ممبران کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کی میٹنگ

بعدازاں پروگرام کے مطابق نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ جاپان کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔

جنرل سیکرٹری صاحب نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہماری دو جماعتیں ہیں ناگویا اور ٹوکیو۔اس پر حضور انور نے فرمایا: دونوں جماعتوں سے رپورٹس لیا کریں اور جو سیکرٹریان ہیں وہ اپنے اپنے شعبوں پر تبصرہ کیا کریں اور صدر صاحب کی طرف سے بھی ان رپورٹس پر تبصرہ جانا چاہئے اس طرح کارکردگی بہتر ہوگی۔

نیشنل سیکرٹری مال سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سالانہ بجٹ، کمانے والوں کی تعداد اور یہاں کی ماہانہ انکم کے بارہ میں دریافت فرمایا۔جس پر سیکرٹری مال نے بتایا کہ سالانہ بجٹ تو 15 ملین ین (Yen) ہے۔ جبکہ کمانے والوں کی تعداد 90 ہے اور ان میں سے 79 چندہ کے نظام میں شامل ہیں۔

حضور انور نے بڑی تفصیل کے ساتھ مختلف پہلوؤں سے چندہ کے معیار اور یہاں کے مختلف لوگوں کی آمد کا جائزہ لیا اور ہدایت فرمائی کہ آپ کے چندہ کا معیار تو بہت بڑھ سکتا ہے اور جو آپ کا پندرہ ملین ین (Yen) کا بجٹ ہے یہ تو عام لوگوں سے ہی پورا ہوسکتا ہے۔ جبکہ یہاں بزنس مین بھی ہیں اور بعض دوسرے اچھے کمانے والے ہیں۔ ان کو یہ احساس دلوائیں کہ چندہ شرح کے مطابق دینے کی کوشش کریں۔ چندہ کوئی Tax نہیں ہے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہے۔ جو دینا ہے ایمانداری سے دیں۔ غلط بیانی نہیں ہونی چاہیئے۔

نیشنل سیکرٹری وصیت نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ موصیان کی تعداد 46 ہے۔ جن میں 18 خواتین ہیں اور ان خواتین میں سے بھی بعض کمانے والی نہیں ہیں۔ حضور انور نے فرمایا آپ نے جو پچاس فیصد موصیان کا ٹارگٹ پورا کرنا ہے وہ 90 جو کمانے والے لوگ ہیں ان کا پچاس فیصد کرنا ہے۔ اس لحاظ سے آپ اپنے ٹارگٹ سے پیچھے ہیں۔ اس لئے اس کمی کو دور کریں اور اپنا ہدف پورا کریں۔ حضور انور نے فرمایا ایک موصی کا معیار تقویٰ اور نمازوں کی ادائیگی کا بہت اچھا ہونا چاہیئے۔ صرف یہ نہیں کہ چندہ کا معیار بہتر ہو اور چندہ کی طرف ہی توجہ ہو بلکہ اعلیٰ اخلاقی معیار بھی ہونا چاہیئے۔

سیکرٹری امور عامہ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ لوگوں کو کام دلوانے میں اور ان کے بزنس میں ان کی مدد کرتا ہوں اور اس شعبہ کے تحت دوسرے مختلف مفوضہ امور سرانجام دینے کی توفیق مل رہی ہے۔

سیکرٹری تحریک جدید اور سیکرٹری وقف جدید نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان دونوں چندوں میں 198 میں سے 163 افراد جماعت شامل ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کوشش کریں کہ باقی بھی شامل ہوں۔ سو فیصد شامل ہوں۔ آپ کی جماعت چھوٹی ہے یہاں تو ہر ایک کو شامل ہونا چاہیئے۔

نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن و وقف عارضی کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ یہاں احباب سے وقف عارضی کروائیں۔ یہاں بہت زیادہ کام ہونے والا ہے۔ اس پر سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ وقف عارضی کی تحریک کی تھی۔ لیکن کوئی جواب نہیں ملا۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ تحریک کر کے بیٹھ نہیں جانا چاہیئے بلکہ مسلسل یاددہانی کی ضرورت ہے۔ Follow Up کیا کریں۔ اپنے کام کو آرگنائز کریں۔

سیکرٹری صاحب نے قرآن کریم پڑھانے کے حوالہ سے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہم ہفتہ میں تین دن کلاسیں لیتے ہیں۔ لیکن بعض بچے اس میں شامل نہیں ہوتے۔ حضور انور نے فرمایا جاپانی زبان میں پڑھائیں اور جو بچے شامل نہیں ہوتے ان کے لئے مربی صاحب اور سیکرٹری تربیت کا کام ہے کہ ذیلی تنظیموں کے ساتھ مل کر کوشش کریں اور ان بچوں کو ان کلاسز میں شامل کریں۔

حضور انور نے سیکرٹری صاحب کو فرمایا کہ آپ نے مسلسل کام کئے جانا ہے ایک وقت آئے گا کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

نیشنل سیکرٹری وقف نَو نے حضور انور کے استفسار پر بتایا کہ واقفین نَو کی کل تعداد 27 ہے۔ ان میں سے جو پندرہ سال سے اوپر ہیں ان کی تعداد بارہ ہے اور ان سب نے اپنا وقف فارم پُر کر دیا ہوا ہے اور اس کی اطلاع مرکز کو کی جاچکی ہے۔

حضور انور نے فرمایا ان سب واقفین نَو کو بتائیں کہ وقف نَو کوئی ٹائٹل نہیں ہے بلکہ آپ نے اپنی ساری زندگی وقف کی ہوئی ہے۔ آپ میں سے ہر ایک واقف زندگی ہے۔ اب جو جماعت آپ کو کہے گی آپ نے وہی کرنا ہے آپ کا اپنا اختیار نہیں رہے گا۔

نیشنل سیکرٹری اشاعت نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہم اپنا رسالہ 'النور' جاپانی زبان میں شائع کرتے ہیں اور یہ باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔

نیشنل سیکرٹری تربیت کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات کا ترجمہ کر کے شائع کریں اور گھروں میں دیں۔ لوگ پڑھ لیں گے۔ یہ تربیت کے لئے بہت ضروری ہے۔ یہاں زندگی بہت ایڈوانس ہے۔ دنیاداری کی طرف توجہ زیادہ ہے۔ تربیت کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ امسال جاپان میں تین بیعتیں ہوئی ہیں۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ تبلیغ کے لئے لٹریچر کتنا موجود ہے۔

حضور انور نے اب تک طبع ہونے والے لٹریچر اور کتب کا جائزہ لیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جن کتب کے تراجم ہوچکے ہیں ان کا جائزہ لیا۔ کشتی نوح اور اسلامی اصول کی فلاسفی شائع ہوچکی ہیں۔ اس کے علاوہ دیباچہ تفسیر القرآن اور لائف آف محمدؐ کے تراجم ہوچکے ہیں۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جن جن کتب کے تراجم ہوچکے ہیں۔ اب ان کو جلد شائع کرنے کی پلاننگ کریں۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ وکیل اعلیٰ صاحب خطبہ جمعہ کا جو خلاصہ نکال کر بھجواتے ہیں اس کا ترجمہ کر کے جماعت کے ہر فرد تک پہنچایا کریں۔ ہر ہفتہ لوگوں کے پاس یہ ترجمہ پہنچ جایا کرے۔ ای میل کے ذریعہ بھجوادیا کریں۔

حضور انور نے فرمایا: تبلیغ کے لئے ایک دوورقہ شائع کریں اور یہ کثرت سے تقسیم کریں۔ آج آپ وہاں Asakusa کے وزٹ کے دوران تقسیم کر رہے تھے۔ جس پر ایک دوست نے عرض کیا کہ پچاس کاپیاں تقسیم کی ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا زیادہ تعداد میں ساتھ رکھنا چاہیئے تھا۔ ہزار بھی ہوتیں تو تقسیم ہو جاتیں۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی **لٹریچر کی اشاعت کا باقاعدہ پلان کریں** کہ کتنا چاہیئے۔ اگر جاپان میں اشاعت مہنگی ہے تو سنگاپور سے اشاعت کا جائزہ لیں۔ سنگاپور سے شائع ہوسکتا ہے۔ یوکے سے بھی اشاعت کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اب آپ نے نئی جگہ حاصل کرلی ہے جو وسیع ہے۔ اب آپ کو دو چار چھ ماہ کے اندر سٹوریج کے لئے جگہ مل جائے گی۔ اس لئے لٹریچر کی اشاعت کا پروگرام بنائیں۔

حضور انور نے فرمایا: لٹریچر تیار کرتے ہوئے یہ پلان بھی ہونا چاہیئے کہ جاپانی قوم کو اس کے مزاج کے مطابق کون سا لٹریچر دینا ہے اور کن موضوعات پر لٹریچر تیار کرنا ہے۔ مذہب کی دلچسپی دلانے کے لئے کیا ضرورت ہے اور کون سا لٹریچر تیار کرنا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ پر یقین دلانے کے لئے کیا دینا ہے۔

حضور انور نے صدر صاحب خدام الاحمدیہ کو ہدایت فرمائی کہ تبلیغ کے لئے پلان بناؤ اور اپنے خدام کو involve کرو۔ کچھ سوالات تیار کر کے اور چند علاقوں کا انتخاب کر کے ریسرچ کرواؤ اور سروے کرو۔ اس سروے کے نتیجہ میں سوالات کے جو جوابات موصول ہوں گے اس سے آپ کو پتہ چلے گا کہ ان لوگوں کا مزاج کیا ہے اور ان کے کیا مسائل ہیں اور انہیں اپنے جوابات کے لئے کس قسم کا لٹریچر چاہیئے۔

حضور انور نے مجلس عاملہ کے ممبران کو ہدایت فرمائی کہ تبلیغ کے لئے اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے پلان کریں۔ آپ بڑے بڑے منصوبے بنا رہے ہیں۔ پہلے تو کچھ چھوٹے لیول پر کر کے دکھائیں پھر آگے قدم بڑھائیں۔ بڑے منصوبے بنانا ایسے ہی ہے کہ پرائمری کا امتحان تو پاس نہیں کیا اور MA کی ڈگری لینے کی کوشش شروع کردی۔

حضور انور نے فرمایا مجلس عاملہ کے ممبران اپنے ذاتی روابط اور تعلقات بنا کر تبلیغ شروع کردیں تو پانچ چھ بیعتیں تو اس طرح بھی ہوسکتی ہیں۔ آپ میں سے بہت سے جاپانیوں کے ساتھ کاروبار کرتے ہیں۔ مل کر کام کرتے ہیں۔ اس معاشرے میں ان کے ساتھ رہتے ہیں تو انہیں پیغام پہنچانا چاہیئے اور تبلیغ کرنی چاہیئے۔

حضور انور نے فرمایا نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران، دونوں جماعتوں کی مجالس عاملہ کے ممبران، ذیلی تنظیموں کی عاملہ کے ممبران، اگر ہر ایک تبلیغ کے لئے کوشش کرے اور ذاتی رابطے اور تعلق بنا کر پیغام پہنچائے تو پچاس ساٹھ بیعتیں تو اس طرح ہی ہوسکتی ہیں۔

نیشنل سیکرٹری جائداد نے عرض کیا کہ ناگویا کے بعد ٹوکیو میں بھی مسجد کی بہت ضرورت ہے۔ یہاں جماعتی سنٹر کرائے پر ہے جس کے سالانہ اخراجات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اگر فی الحال اپنا سنٹر بنا لیا جائے تو کرایہ کے ان اخراجات سے بچا جاسکتا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: پہلے ناگویا کی مسجد کو جلد مکمل کریں اور جماعت رجسٹرڈ کروائیں پھر ٹوکیو کا پلان بنائیں۔ حضور انور نے فرمایا: سردست ایک چھوٹا سا ہال، ایک دو کمرے اور وضو کے لئے جگہیں وغیرہ بنائی جاسکتی ہیں۔ یہ جائزہ لے کر بتائیں کہ ٹوکیو میں جو جگہ جماعت کے پاس موجود ہے اس پر اگر ایک چھوٹا سا ہال جس میں پچاس یا سو آدمی نماز پڑھ سکتے ہوں، ایک دو کمرے، وضو کرنے کی جگہیں اور کچن وغیرہ بنایا جائے تو کیا خرچ آتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں رپورٹ پیش کی گئی کہ یہ موجودہ قطعہ زمین ٹوکیو سے کافی باہر ہے اور شہر سے دور ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا جہاں پر احمدی دوستوں کے گھر ہیں وہاں سے آدھ گھنٹہ کے فاصلہ پر کوئی مناسب جگہ دیکھیں۔ پلاٹ دیکھیں جہاں مسجد وغیرہ تعمیر کرنے کی اجازت ہو۔ یا اگر کوئی بنی بنائی عمارت، ہال وغیرہ مل سکتا ہے تو لے لیں۔

حضور انور نے فرمایا: آپس میں پیار و محبت سے رہنا سیکھیں۔ اکائی پیدا ہوگی تو آپ کے ہر کام میں برکت پڑ جائے گی۔

نیشنل سیکرٹری تعلیم کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ اپنے تمام طلباء کا data مکمل کریں۔ یونیورسٹیز، کالجز، ہائی سکولز، اور پرائمری سکولز میں جو طلباء اور طالبات تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان سب کے کوائف اور ریکارڈ مکمل ہو۔ عمر (age) کے حساب سے بھی ریکارڈ ہو اور پھر مضامین کے حساب سے بھی ریکارڈ مکمل ہو کہ کس کس مضمون میں کتنے کتنے طلباء تعلیم کی کس سٹیج پر ہیں۔

زعیم انصاراللہ نے اس موقع پر عرض کیا کہ ہم نے پانچ صد قرآن کریم جاپان کی مختلف لائبریریوں میں رکھے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا دوسروں کو بھی کہیں کہ وہ بھی یہ کام کریں۔

حضور انور نے فرمایا: خدمتِ خلق کے کاموں کے ذریعہ اخبارات اور میڈیا، پریس میں جو پروجیکشن ہوتی ہے اس سے جماعت کا تعارف بڑھتا ہے اور آجکل کے حالات میں یہ پروجیکشن ضروری ہے تاکہ اسلام کا حسین چہرہ لوگوں کے سامنے آئے اور اسلام کی ایک منفی تصویر جو ان کے دلوں میں ہے وہ ختم ہو۔

نیشنل مجلس عاملہ جاپان کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ میٹنگ نو بجکر پچاس منٹ پر ختم ہوئی۔ بعدازاں عاملہ کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ اجتماعی گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

تقریب آمین

بعدازاں تقریب آمین ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت عزیزم یحییٰ احمد، نعیم احمد اور فرزان احمد سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

اس کے بعد کوریا (Korea) سے آنے والے دونوں مبلغین نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

بعدازاں دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

......☆☆☆......

جاپان کی ایک مشہور اخبار آساہی کے نمائندہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا تھا۔ یہ جاپان کی دوسری بڑی اخبار ہے۔ جس کی سرکولیشن دو کروڑ سے زائد ہے۔ اس اخبار نے اپنی 14 نومبر 2013ء کی اشاعت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر کے ساتھ دورہ کے حوالہ سے درج ذیل خبر شائع کی۔

Tsushima میں ایک اسلامی فرقہ کے مرکز کی بنیاد

اسلام کے ایک فرقہ احمدیت جن کا مرکز لندن میں ہے، کے سپریم لیڈر مرزا مسرور احمد صاحب نے 9 نومبر کو ناگویا میں ایک استقبالیہ کے موقع پر خطاب سے قبل آساہی اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے Tsushima کے علاقہ Hiruma میں جاپان کی پہلی احمدیہ مسجد کے قیام کا اعلان فرمایا۔

جماعت احمدیہ جاپان (جس کا مرکز ناگویا کے علاقہ میتو میں واقع ہے) کے ذرائع کے مطابق یہ مسجد پہلے ایک سپورٹس ہال تھی اور یہ دو منزلہ عمارت پر مشتمل ہے اور اس کا باقاعدہ افتتاح نئے سال کے آغاز تک متوقع ہے۔

خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ مذہب یا قومیت کے امتیاز سے الگ ہو کر ہر شخص اس مسجد میں آسکتا ہے۔

12 نومبر 2013ء بروز منگل

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بجکر پندرہ منٹ پر تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے آئے۔

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

0092 47 6212515

15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT

0044 20 3609 4712

جاپان سے لندن کے لئے روانگی۔
مسجد فضل لندن میں آمد و استقبال

آج جاپان سے لندن روانگی کا دن تھا۔ ساڑھے آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے باہر تشریف لائے اور اجتماعی دعا کروائی اور ٹوکیو کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ Narita کے لئے روانگی ہوئی۔

ایئرپورٹ پر صبح سے ہی ٹوکیو اور ناگویا کی جماعتوں سے احباب جماعت مرد و خواتین اور بچے بچیاں اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے جمع تھے۔

وزارت خارجہ جاپان کے دو پروٹوکول آفیسرز خصوصی انتظامات کے لئے ایئرپورٹ پر آئے ہوئے تھے۔ اس خصوصی انتظام کے تحت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایئرپورٹ پر آمد سے قبل سامان کی بکنگ، بورڈنگ کارڈز کے حصول اور پاسپورٹس پر Exit Stamp لگنے کی کارروائی پہلے سے ہی مکمل ہو چکی تھی۔

نو بج کر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایئرپورٹ پر تشریف آوری ہوئی۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو وزارت خارجہ کے پروٹوکول آفیسرز نے حضور انور کو receive کیا اور اپنے ساتھ ایئرپورٹ کے اندر لے آئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے الوداع کہنے کے لئے آنے والے احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا اور خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور ایئرپورٹ کے اندرونی حصہ میں تشریف لے گئے۔ دونوں پروٹوکول آفیسرز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اپنے ساتھ فرسٹ کلاس لاؤنج میں لے آئے جہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کچھ دیر کے لئے قیام فرمایا۔ یہاں سے گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاز پر سوار ہوئے۔ پروٹوکول آفیسرز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو جہاز کے دروازہ تک چھوڑنے آئے۔

برٹش ایئرویز کی پرواز BA06 گیارہ بجکر بیس منٹ پر Narita ایئرپورٹ ٹوکیو سے لندن (برطانیہ) کے ہیتھرو ایئرپورٹ کے لئے روانہ ہوئی۔ قریباً ساڑھے بارہ گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد لندن (یوکے) کے مقامی وقت کے مطابق ساڑھے تین بجے جہاز لندن کے ہیتھرو انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا۔ برطانیہ کا وقت جاپان کے وقت سے نو گھنٹے پیچھے ہے۔

جہاز کے دروازہ پر ایئرپورٹ کے ایک پروٹوکول آفیسر نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو receive کیا اور اپنے ساتھ سپیشل لاؤنج میں لے آئے۔

لاؤنج میں مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے، مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج یوکے، مکرم اخلاق احمد انجم صاحب (دفتر وکالت تبشیر)، مکرم ظہور احمد صاحب (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری)، مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ یوکے)، مکرم وسیم احمد چوہدری صاحب (صدر مجلس انصاراللہ یوکے) اور مکرم میجر محمود احمد صاحب (افسر حفاظت خاص) نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا، حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

امیگریشن آفیسر نے اسی لاؤنج میں آکر پاسپورٹ دیکھے۔ یہاں ایئرپورٹ سے چار بجے روانہ ہو کر قریباً پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مسجد فضل لندن میں ورود مسعود ہوا۔ جہاں احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد نے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔ مسجد فضل کے احاطہ کو خوبصورت اور رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔

مسجد کے بیرونی احاطہ میں ایک طرف خواتین اور بچیاں کھڑی تھیں اور دوسری طرف مرد احباب تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خواتین کے سامنے سے گزرتے ہوئے مرد احباب کے پاس تشریف لائے اور اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ آج ہر چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا کہ آج ان کا محبوب آقا کامیاب و کامران ان میں واپس لوٹ آیا تھا۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مشرق بعید کے ممالک سنگاپور، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور جاپان کا یہ تاریخ ساز اور دور رس نتائج کا حامل دورہ، اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور برکتوں کو سمیٹتے ہوئے، عظیم الشان کامیابیوں اور کامرانیوں کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

ممبران قافلہ

جن خوش نصیبوں کو اس تاریخی اہمیت کے حامل سفر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیت کی سعادت نصیب ہوئی ان کے اسماء بغرض ریکارڈ درج ہیں۔

1۔ حضرت سیدہ امۃ السبوح صاحبہ مدظلہا العالی (حرم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ) 2۔ مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری) 3۔ مکرم مبارک احمد ظفر صاحب (ایڈیشنل وکیل المال لندن) 4۔ مکرم عابد وحید خان صاحب (انچارج پریس سیکشن لندن) 5۔ مکرم بشیر احمد صاحب (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری) 6۔ مکرم سید محمد احمد صاحب (نائب افسر حفاظت لندن) 7۔ مکرم ناصر احمد سعید صاحب (شعبہ حفاظت) 8۔ مکرم سخاوت احمد باجوہ صاحب (شعبہ حفاظت) 9۔ مکرم خالد محمود اکرم صاحب (شعبہ حفاظت) 10۔ (خاکسار) عبدالماجد طاہر (ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

اس کے علاوہ MTA انٹرنیشنل یوکے کے درج ذیل ممبران نے خطبات جمعہ، جلسہ کے خطابات اور دیگر جملہ پروگراموں کی ریکارڈنگ اور Live ٹرانسمیشن کے لئے شریک سفر ہونے کی سعادت پائی۔

1۔ مکرم منیر عودہ صاحب 2۔ مکرم توقیر احمد مرزا صاحب 3۔ مکرم سفیر الدین قمر صاحب 4۔ مکرم عطاء الاوّل عباسی صاحب

اللہ تعالیٰ یہ سعادت ان کے لئے مبارک فرمائے۔ آمین

نماز جنازہ

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26 دسمبر 2013ء کو نماز ظہر و عصر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ شفق احمد صاحبہ (اہلیہ مکرم مبشر احمد صاحب۔ ہنسلو)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

24/ دسمبر 2013 کو بعارضہ کینسر طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے شادی کے بعد سسرال کے افراد سے متاثر ہو کر بیعت کی خواہش کا اظہار کیا اور 2006ء میں باقاعدہ بیعت کی توفیق پائی۔ آپ لجنہ اماء اللہ کے ہر پروگرام میں بہت شوق سے حصہ لیتی تھیں اور مختلف ڈیوٹیاں بھی بجالاتی رہیں۔ بیماری کے دوران جلسہ سالانہ میں شمولیت کی تڑپ کا اظہار کرتی تھیں۔ آپ کے میاں کا تعلق حضرت عبداللہ سنوری صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان سے ہے۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد صاحب (انچارج جائیداد تعمیرات مرکزی و نائب امیر یوکے) کی عزیزہ تھیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرمہ ثمینہ شکور صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالشکور صاحب۔ کلیو لینڈ، اوہایو۔ امریکہ) 18/ دسمبر 2013ء کو وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ محترم حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب (معالج حضرت مصلح موعودؓ) کی بیٹی تھیں۔ 1935ء میں قادیان میں پیدا ہوئیں۔ پارٹیشن کے بعد ان کا خاندان ربوہ آ گیا۔ 1966ء میں ان کی شادی مکرم عبدالشکور صاحب کے ساتھ ہوئی۔ آپ کا نکاح خلافت ثانیہ کے دور میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے پڑھایا اور رخصتی جولائی 1966ء میں خلافت ثالثہ کے دور میں ہوئی اور اس موقعہ پر دعا حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے کروائی۔ آپ میر پور خاص، کراچی اور اوہایو (امریکہ) میں لجنہ کے مختلف عہدوں پر فائز رہیں۔ آپ نے عربی میں ماسٹرز کیا ہوا تھا۔ بہت نیک، تہجد گزار، ہمدرد، سادہ مزاج، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ قرآن کریم اور مذہب کا گہرا علم اور فہم رکھتی تھیں۔ آپ کو مختلف مذہبی موضوعات پر مضامین لکھنے کی بھی عادت تھی۔ خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود کے ساتھ نہایت محبت و عقیدت کا تعلق رکھتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم صالح محمد منگلا صاحب۔ (پیس ولیج۔ کینیڈا) 2 دسمبر 2013ء کو 71 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کو چک منگلا کے بچوں میں سے سب سے پہلے جماعت میں شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کو پاکستان، امریکہ اور کینیڈا کی کئی جماعتوں کی مساجد اور پراپرٹیز میں رضا کارانہ خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نیک، ایماندار، شکر گزار، ہنس مکھ، غریب پرور، مختلف تحریکات اور مالی قربانی کے میدان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے، خلافت سے محبت اور وفا کا تعلق رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم نوید احمد صاحب منگلا مربی سلسلہ کینیڈا کے والد تھے۔

(3) مکرم چوہدری غلام سرور ہنجرا صاحب (ناربری۔ یوکے) 16/ اکتوبر 2013 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کو گمبٹ ضلع خیر پور میں لمبا عرصہ مختلف حیثیتوں میں جماعتی خدمت کی توفیق ملی۔ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، خوش الحانی سے تلاوت کرنے والے اور اچھے اخلاق کے مالک، نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرم مشتاق احمد صاحب سندھو (ابن مکرم میاں مراد علی صاحب مرحوم۔ جرمنی) یکم دسمبر 2013 کو مختصر علالت کے بعد 67 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ 1990ء میں جرمنی آئے تھے۔ بہت ملنسار، مہمان نواز، غریب پرور، نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے والہانہ محبت تھی اور بچوں کو بھی خلافت سے دلی وابستگی کی تلقین کیا کرتے تھے۔ آپ ہائیڈل برگ میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے عزیزم ارسلان احمد سندھو جامعہ احمدیہ جرمنی میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ آپ کے باقی بچے بھی جرمنی میں کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(5) مکرم ملک محمد یار مجوکہ صاحب (کینیڈا) 10/ اگست 2013ء کو وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ گزشتہ 25 سال سے کینیڈا میں مقیم تھے۔ خدمت خلق کے کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ کینیڈا میں نئے آنے والے احباب کی خدمت اور راہنمائی کے لئے بہت قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ نمازوں کے پابند، جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شرکت کرنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد سے بہت محبت رکھتے تھے اور سلسلہ کے بزرگوں کا بہت احترام کرتے تھے۔

(6) مکرمہ پروین رفیع صاحبہ (اہلیہ مکرم رفیع احمد صاحب۔ کیلگری۔ کینیڈا) 30/ دسمبر 2013ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کو قرآن کریم سے بے حد محبت تھی۔ بہت سے بچوں کو فون کے ذریعہ قرآن کریم پڑھایا۔ خلافت سے بہت محبت اور وفا کا تعلق رکھنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 28 دسمبر 2013ء کو نماز ظہر و عصر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرم خواجہ نورالدین صاحب (آف بانڈی پورہ کشمیر۔ حال لوٹن۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

آپ 26 دسمبر 2013ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے سکردو اور راولپنڈی قیام کے دوران اپنا گھر نماز سنٹر کے طور پر پیش کیا ہوا تھا۔ آپ بہت نیک، شریف الطبع، ہمدرد، خدمت اور قربانی کا جذبہ رکھنے والے مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے بچے خدا تعالیٰ کے فضل سے مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرم محمد مومن خان صاحب (ابن مکرم صوبیدار محمد افضل خان صاحب مرحوم۔ جرمنی) 28/ نومبر 2013ء کو 61 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 1988ء میں جرمنی آنے کے بعد Blumenthal اور Bremen دو جماعتوں میں صدر کے علاوہ مختلف حیثیتوں سے تقریباً 20 سال تک خدمت کی توفیق پائی۔ آپ ایک فعال داعی الی اللہ تھے اور تبلیغی سرگرمیوں میں بڑی گرم جوشی سے حصہ لیتے تھے۔ بہت نیک مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ خلافت سے محبت اور وفا کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ صفیہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم ماسٹر محمد افضل باجوہ صاحب۔ چونڈہ) 19/ دسمبر 2013ء کو 72 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ نظام جماعت اور خلافت سے والہانہ لگاؤ تھا۔ اپنی اولاد اور ان کے بچوں کو ہمیشہ نظام جماعت اور خلافت سے منسلک رہنے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ آپ کے اعلیٰ اخلاق کی تعریف غیر از جماعت خواتین بھی کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے دو بھتیجے مربی سلسلہ اور تین بھتیجے معلم کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کا ایک پوتا جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہے۔

(3) مکرم میاں غلام احمد صاحب (ابن مکرم میاں راجے خان صاحب۔ آف وزیر آباد۔ حال امریکہ) 16/ دسمبر 2013ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے امیر ضلع گوجرانوالہ اور امیر وزیر آباد کے علاوہ پاکستان میں لمبا عرصہ مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ 1974ء کے فسادات میں آپ کا کافی مالی نقصان ہوا لیکن آپ نے بڑے صبر اور شکر کے ساتھ اسے برداشت کیا۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند، اطاعت گزار، نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ عشق کی حد تک پیار تھا۔ مرحوم موصی تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔

کیا اسلام ایک جہادی مذہب ہے؟

صلح حدیبیہ کے حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر ڈاکٹر ڈینئل پائپس (Dr. Daniel Pipes) کی جانب سے اٹھائے گئے اعتراضات کا جواب

انور محمود، لاس اینجلیس ۔ترجمہ وترتیب ملک فضل داد

مغربی دنیا میں ٹی وی، ریڈیو اور پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا پر آنے والی روزمرہ خبروں سے ایک عام آدمی کے ذہن میں غیر محسوس طریق پر یہ بات راسخ ہوتی چلی جارہی ہے کہ گویا تمام تر دہشتگرد مذہبِ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں میں سے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ بعض سماجی حلقوں میں یہ بات صحیح تصور کی جانے لگی ہے کہ:''سب مسلمان تو دہشتگرد نہیں ، لیکن قریباً سب دہشتگرد ضرور مسلمان ہیں''۔عوام الناس کو تو جو بتایا جاتا ہے عام طور پر وہ اسی پر نظریات قائم کر لیتے ہیں لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ معاشرے میں اہل حلّ وعقد اور دانشور شمار ہونے والے اور معزز علماء کہلانے والے بعض افراد نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی ابتدائی تاریخ پر بے بنیاد، بیجا اور لغو تنقید کر ڈالی ہے۔ایسے ہی لوگوں میں سے ایک ڈاکٹر ڈینیل پائپس (Dr. Daniel Pipes) ہیں۔اس مضمون میں خاکسار نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ میڈیا اور بظاہر معاشرے کے پڑھے لکھے لوگوں کی طرف سے جاری کردہ بیانات چاہے جو بھی پیغام دیں فسانہ کبھی حقیقت کا روپ نہیں دھار سکتا۔دہشتگردی کے متعلق منظرِ عام پر لائے جانے والے اعداد وشمار تصویر کا اصل رخ پیش کرتے ہیں اور ایسے حقائق سے پردہ اٹھاتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ دور میں دہشت گردی کے ہر واقعے اور جرائم کا نام لے کر جس طرح مسلمانوں کو بدنام کیا جارہا ہے، حقیقت اس کے برعکس ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دورِ حاضر کے میڈیا کے فرائضِ منصبی میں یہ بات شامل ہے کہ اسلام کے بارے میں غلط فہمیوں اور بے بنیاد باتوں کو پھیلائے۔ انگریزی کی ایک مشہور کہاوت جس کا مفہوم کچھ اس طرح سے ہے کہ جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کا ایک ہی طریق ہے؛ اسے لامحالہ بولتے چلے جاؤ ان پر صادق آتی ہے۔اور اب تو یہ عالم ہے کہ دنیا میں کہیں بھی عموماً اور مغرب میں خصوصاً کوئی دہشتگردی کا واقعہ ہو جائے تو پہلا شک انتہا پسند مسلمانوں پر ہوتا ہے۔ دوسری جانب یہ میڈیا کی مجبوری بھی ہے کیونکہ آج کے زیادہ تر ناظرین لگی لپٹی خبر سننا ہی پسند کرتے ہیں۔ شاید دورِ حاضر کی گہما گہمی میں بہت کم لوگ ایسے رہ گئے ہیں جو صاف سیدھی اور سچی بات کے شوقین ہیں۔بہر حال اس مضمون میں کچھ ایسے حقائق پیش کیے جارہے ہیں جن کے ملاحظے سے تصویر کا اصل رخ ابھر کر سامنے آتا ہے۔

دہشت گردی کا کسی مذہب سے کوئی تعلق نہیں

یونیورسٹی آف نارتھ کیرولائنا (University of North Carolina) اور ڈیوک (Duke) یونیورسٹی کی جاری کردہ ریسرچ رپورٹس کے مطابق بنیاد پرست مسلمانوں پر دہشت گردی کے الزامات لگانے میں مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا ہے۔ انہوں نے ایک بہت خوبصورت عنوان ''دہشتگردی کا کسی مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔اس پاگل پن کی حوصلہ شکنی کریں'' کے تحت تحقیق کے کچھ نتائج اکٹھے کر کے شائع کیے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) الف۔ ایف بی آئی کی ویب سائٹ پر بتایا گیا ہے کہ اس پچیس سال میں اب تک دہشتگردی کے کل 318/واقعات ہوئے ہیں جن میں سے کم و بیش 20 (6%) میں مسلمان شدت پسندوں کا ہاتھ ہے۔جبکہ باقی اسّی فیصد (80%) واقعات میں دیگر بڑے گروہ ملوث پائے گئے جن میں کمیونسٹ (5%)، یہودی (7%)، بائیں ہاتھ کے شدت پسند گروہ (24%)، لاطینی (42%) اور دیگر افراد (16%) شامل ہیں۔

ب۔Alejandro Beutel کی طرف سے 9/11 کے بعد ہونے والے دہشتگردی کے واقعات کے اعداد وشمار پر مبنی ایک رپورٹ جنوری 2012ء میں جاری کی گئی ہے۔کہا یہ جاتا ہے کہ انتہا پسند مسلمانوں کی طرف منسوب کیے جانے والی دہشتگردی کی سازشیں 172 ہیں جبکہ اس کے مطابق یہ حقیقت میں 52 ہیں۔اس پر مستزاد یہ کہ 18 مواقع پر ایسا بھی ہوا کہ دہشت گردی کی کوشش کو امریکہ میں رہنے والے مسلمانوں کی مدد سے ہی ناکام بنا دیا گیا۔

ج۔ ایف بی آئی کے سپیشل ایجنٹ Michael Rolince نے 17 دسمبر 2005ء کو اپنے ایک بیان میں کہا: ایف بی آئی نے کوئی پانچ لاکھ کے قریب لوگوں کے انٹرویوز کیے۔جس میں سے کوئی ایک بھی ایسا بیان نہیں مل سکا جس سے یہ کہا جاسکے کہ 9/11 کے واقعہ سے بچنے کی کوئی صورت ہوسکتی تھی۔

(2)...... یورپ کے ایک ادارے EU Terrorism Situation and Trend Report کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق 2007ء سے 2009ء تک کے دوران ہونے والے 1576 دہشتگردی کے واقعات میں سے صرف پانچ واقعات میں مسلمان براہِ راست ملوث پائے گئے ہیں۔

(3)..... Rand Corporation کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر کیے جانے والے حملے سے اب تک کوئی ایک امریکی شہری بھی جہادیوں کے ہاتھوں قتل نہیں ہوا۔ جبکہ امریکہ اس عرصے کے دوران 14/سپاہی قتل کیے گئے جن میں سے 13/ Ford Hood میں ہونے والے فائرنگ کے افسوسناک واقعے میں جاں بحق ہوئے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ میڈیا پھر بھی دہشت گردی کو اسلام کے ساتھ کیوں لازم وملزوم قرار دیتا ہے؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ یا تو مغرب سے تعلق رکھنے والے صاحبِ علم لوگ اسلام سے تعلق رکھنے والے بعض حقائق درست طور پر سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔ یا انہیں جانتے بوجھتے ہوئے منظرِ عام پر لانے سے گریز کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو اسلام سے متنفر کر سکیں۔ ایسی ہی غیر ذمہ دارانہ حرکت کرنے والے ایک محقق ڈینیل پائپس بھی ہیں۔

ڈاکٹر ڈینیل پائپس ایک قابل مصنف ہیں جنہوں نے اپنی ڈاکٹریٹ کی ڈگری ہارورڈ یونیورسٹی سے حاصل کی ہے۔ان کا مزید تعارف یہ ہے کہ 2003ء میں انہیں صدر جارج ڈبلیو بش نے Institution of Peace کا ممبر مقرر کیا تھا۔ میڈیا ان ماہرین کو اسلام مخالف قرار دیتا ہے جبکہ میرے مطابق یہ لوگ ایک سچے مذہب کو اپنے من پسند نتائج اخذ کرنے کی خاطر غلط رنگ میں دے دیتے ہیں۔

ڈاکٹر ڈینیل پائپس چودہ کتب کے مصنف ہیں۔ان میں سے چار کتب اسلام پر ہیں۔اپنی ایک کتاب "Millitant Islam Reaches America" (تشدد پسند اسلام کی امریکہ میں رسائی) میں انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ'' دورِ حاضر میں دہشتگردی کی وجہ تشدد پسند اسلام جبکہ اس کا حل میانہ رَو اسلام ہے۔'' بادی النظر میں تو یہ فقرہ بہت پُرکشش اور مخلصانہ مشورہ محسوس ہوتا ہے لیکن یہ بھی فریب کاری سے کسی صورت کم نہیں۔اسی کتاب کے آغاز میں ڈاکٹر پائپس مسلمانوں کے مقدس ترین مقام خانہ کعبہ کی تصویر کے اوپر "Millitant Islam" تحریر کر کے اپنی بدنیتی کا اظہار کر دیتے ہیں۔کہیں اس کتاب میں اسلام کو ''جہادی مذہب'' ثابت کرتے ہیں۔کہیں اسلام میں ''اعتدال پسندانہ'' سوچ کا موجود ہونا مانتے ہیں۔اور کہیں کہتے نظر آتے ہیں کہ اسلام کی ایک اَور شکل یعنی ''روایتی اسلام'' بھی موجود ہے۔لہٰذا درحقیقت یہ ساری کتاب مجموعی طور پر ایک اختلافات کے مجموعہ سے زائد کچھ نہیں۔اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ غلط بیانیوں کے اس مجموعے کا مقصد اسلام کا ایک منفی تصور دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔ اس کتاب میں موصوف نے بعض مسلّمہ حقائق کو عمداً پسِ پردہ رکھتے ہوئے تاریخ اسلام کے ایک سنہری باب یعنی ''صلح حدیبیہ'' کو ایسے رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ گویا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) ایک تشدّد پسند اور عہد شکن لیڈر تھے نیز یہ کہ آپؐ نے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت مکّہ کو فتح کیا۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔اگر ایمانداری کے ساتھ تمام واقعات کو پڑھا جائے تو موصوف کی علمی خیانت اور بدنیتی کا بھانڈا پھوٹ جاتا ہے۔اس پر مستزاد یہ کہ عام آدمی کو مزید متاثر کرنے کے لئے ڈاکٹر پائپس ایک بے بنیاد دعویٰ بھی کر ڈالتے ہیں کہ گویا قریباً تمام مغربی مفکرین ڈاکٹر پائپس کے خیالات کے مؤید ہیں۔

صلح حدیبیہ۔ چند حقائق

سب سے پہلے خاکسار صلح حدیبیہ کے واقعات اختصار سے پیش کرتا ہے جس سے واضح ہو جائے گا کہ ڈاکٹر پائپس نے کن ضروری باتوں کو عمداً بیان نہیں کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال کی عمر میں نبوت کا دعویٰ فرمایا۔ اس کے بعد لگ بھگ 13 برس تک مکّہ میں نامساعد حالات کے باوجود انتہائی مستعدی اور استقلال کے ساتھ تبلیغ اسلام کا فریضہ بجالاتے رہے۔اس دور میں کون سی ایذا رسانی ایسی تھی جو بانیٔ اسلام اور ان کے صحابہؓ پر روا نہ رکھی گئی ہو۔آپ نے کوئی جوابی کارروائی نہ کی اور اس ظلم وستم کا جواب محبت اور پیار سے دیا۔

لیا ظلم کا عفو سے انتقام   علیک الصلوٰۃ علیک السلام

جب ظلم وتعدّی انتہا کو پہنچ گئی تو مسلمان پہلے حبشہ اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے جب آپؐ کو ہجرت کی اجازت دی تو آپ بھی مدینہ تشریف لے گئے ۔دوسری جانب اہالیانِ مکّہ نے اپنی بربریت پر قائم رہتے ہوئے مدینہ پر دھاوا بولنے کا پروگرام بنایا۔ اور 'بدر' کے مقام پر مسلمانوں اور کفارِ مکّہ کے درمیان پہلا معرکہ ہوا۔ اس کے بعد مسلمانوں اور کفارِ مکہ کے درمیان مزید دو زبردست جنگیں ہوئیں۔غزوۂ بدر' اگرچہ فیصلہ کن جنگ ثابت ہوئی لیکن کفار مکّہ نے تہیہ کیا کہ بدر کا بدلہ لیں گے اور 'اُحد' کے مقام پر دوبارہ جنگ ہوئی۔ جب یہ کوشش بھی کارگر ثابت نہ ہوئی تو انہوں نے پورے عرب کے قبائل سے جنگجو اکٹھے کر کے دس ہزار کی فوج کے ساتھ مدینہ کا محاصرہ کرنے کی ٹھانی ۔ اس وقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دفاع کے لئے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورے کو مانتے ہوئے مدینہ کے اردگرد ایک خندق کھودنے کا فیصلہ فرمایا جس سے کہ دشمن کو مدینہ میں داخل ہونے سے روکا جا سکے۔ اسی مناسبت سے اس معرکے کو 'جنگِ خندق' کہا جاتا ہے۔خدا تعالیٰ نے آپ کی اس تدبیر میں برکت رکھی اور دشمن اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب نہ ہوسکا اور خائب وخاسر واپس لوٹ گیا۔

ہجرت کے چھٹے سال یعنی 628ء میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رؤیا دیکھی کہ آپ خانہ کعبہ کا طواف فرما رہے ہیں۔ یہ خواب دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حج پر جانے کا اشارہ تھا۔چنانچہ الٰہی ایماء کو سمجھتے ہوئے آپؐ نے صحابہ سے مشورہ کیا اور 1400 صحابہ کی ہمراہی میں قربانی کے جانوروں سمیت حجِ بیت اللہ کے لئے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ تمام افراد صرف حجِ بیت اللہ کی نیت سے نہتے مکّہ کی جانب روانہ ہوئے تھے۔ جب مکّہ والوں کو اس قافلہ کی اطلاع پہنچی تو وہ بہت افروختہ ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکّہ میں داخل ہونے سے روکنے کی ہر ممکن تدبیر کرنے لگے۔ چنانچہ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر پڑاؤ ڈالا تو مکہ والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تین ایلچی یکے بعد دیگرے بھیجے جن کا مقصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا مقصد معلوم کرنا تھا۔ تینوں قاصدوں پر واضح کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا مقصد کوئی جنگی کارروائی یا حملہ نہیں بلکہ صرف عمرہ غرض ہے ۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت عثمانؓ کو اپنا ایلچی بنا کر مکّہ بھجوایا تا کہ وہ مکّہ کے عمائدین کو یہ باور کرائیں کہ قصد النّبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف حجِ بیت اللہ کے مقدس فریضے کی انجام دہی ہے۔ بالآخر مکہ والوں نے سہیل بن عمرو کو جو مکہ کے باعزت سرداروں میں سے تھا اپنا نمائندہ بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باقاعدہ تحریری طور پر معاہدہ کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ کچھ گفت وشنید کے بعد حدیبیہ کا تاریخی معاہدہ تحریر میں لایا گیا۔ اس معاہدہ کے چیدہ چیدہ نکات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

۱۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھی اس سال واپس چلے جائیں۔

۲۔آئندہ سال وہ مکّہ میں آکر رسمِ عمرہ ادا کر سکتے ہیں مگر سوائے نیام میں بند تلوار کے کوئی ہتھیار ساتھ نہ ہو اور مکّہ میں تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں۔

۳۔اگر کوئی مرد مکّہ والوں میں سے مدینہ جائے تو خواہ وہ مسلمان ہی ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے مدینہ میں پناہ نہ دیں اور واپس لوٹا دیں۔لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ کو چھوڑ کر مکّہ میں آجائے تو اسے واپس نہیں لوٹایا جائے گا۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اگر مکّہ والوں میں سے کوئی شخص اپنے ولی یعنی گارڈین کی اجازت کے بغیر مدینہ آجائے تو اسے واپس لوٹا دیا جائے گا۔

۴۔قبائل عرب میں سے جو قبیلہ چاہے مسلمانوں کا حلیف بن جائے اور جو چاہے اہلِ مکّہ کا۔

۵۔یہ معاہدہ فی الحال دس سال تک کے لئے ہوگا اور اس عرصہ میں قریش اور مسلمانوں کے درمیان جنگ بند رہے گی۔

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے۔صفحہ 769-768)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثال ایفائے عہد کی نذیر ایک یہ واقعہ بھی ہے کہ ابھی حدیبیہ کے معاہدہ پر دستخط بھی نہیں ہوئے ہی تھے کہ سہیل کا بیٹا ابو جندل بیڑیوں اور زنجیروں کے ساتھ مسلمانوں کے کیمپ میں آیا اور مسلمانوں سے پناہ کا خواستگار ہوا اور محض اسلام لانے کی پاداش میں اہلِ مکہ کی طرف سے اپنے اوپر کیے جانے والے مظالم کی داستان سنائی۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر خاموش رہ کر ابو جندل سے دردمندانہ الفاظ میں فرمایا: اے ابوجندل! صبر سے کام لو اور خدا کی طرف نظر رکھو۔ خدا تمہارے لیے اور تمہارے ساتھ کے دوسرے کمزور مسلمانوں کے لئے ضرور خود کوئی رستہ کھول دے گا، لیکن ہم اس وقت مجبور ہیں کیونکہ اہلِ مکہ کے ساتھ معاہدہ کی بات ہو چکی ہے اور ہم اس معاہدہ کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے۔

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے۔صفحہ 767-766)

اس معاہدہ کا پاس کرتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے حدیبیہ کے مقام پر ہی قربانی کے جانوروں کو ذبح کیا اور عمرہ ادا کئے بغیر واپس روانہ ہو گئے۔

کچھ عرصہ بعد ایک اور نَو مسلم ابو بصیر مکّہ والوں کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر بھاگ کر مدینہ آیا اور پناہ طلب کی۔ اس کو بھی حضورؐ نے یہی جواب دیا کہ تم واپس چلے جاؤ اور ہم بوجہ معاہدہ تم کو پناہ نہیں دے سکتے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر صبر و استقامت سے کام لو تو یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کوئی راستہ کھول دے گا۔لیکن حدیبیہ کے معاہدہ کی پاسداری میں ہمارے لیے ممکن نہیں کہ ہم تمہیں پناہ دیتے ہوئے مدینہ میں رہنے کی اجازت دے سکیں۔

اس معاہدہ کے بعد ایک واقعہ یوں بھی ہوا کہ اُمّ کلثوم جو مکّہ کے ایک فوت شدہ سردار عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی اور والدہ کی طرف سے حضرت عثمان بن عفانؓ کی بہن تھیں قبولِ اسلام کی وجہ سے مکّہ والوں کی قید میں تھیں۔ وہ بھاگ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پا پیادہ مدینہ پہنچیں اور پناہ کی درخواست کی۔ان کے پیچھے پیچھے ان کے دو عزیز ان کی واپسی کا مطالبہ لے کر پہنچ گئے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زیرک سربراہِ مملکت ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے معاہدہ کی کسی بھی شق پر زد لائے بغیر انہیں پناہ عطا فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلہ پر ان کی واپسی کا مطالبہ لے کر آنے والے مکہ کے باشندے بغیر کسی چون و چرا کے واپس روانہ ہو گئے۔اس کی واضح وجہ معاہدہ کے الفاظ تھے جو صحیح بخاری کے مطابق درج ذیل ہیں:

لَا یَأْتِیکَ مِنَّا رَجُلٌ وَ اِنْ کَانَ عَلٰی دِیْنِکَ اِلَّا رَدَدْتَہٗ اِلَیْنَا یعنی ہم میں سے اگر کوئی مرد آپ کے پاس جائے تو آپ اسے واپس لوٹا دیں گے۔"

معاہدوں میں رخنے رہ جاتے ہیں جو بعض اوقات بعد میں اہم نتائج کا باعث بن جاتے ہیں۔ چنانچہ صلح حدیبیہ میں بھی یہ رخنہ رہ گیا تھا کہ اس میں گو مسلمان مردوں کی واپسی کے متعلق صراحۃً ذکر تھا مگر ایسی عورتوں کا کوئی ذکر نہیں تھا جو اہلِ مکہ میں سے اسلام قبول کر کے مسلمانوں میں آملیں۔ اور مکّہ والوں کو اس رخنہ کا احساس تھا اسی لیے انہوں نے اُمّ کلثوم کی واپسی کا مزید مطالبہ نہ کیا۔

629ء میں یعنی اگلے سال معاہدہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ عمرہ کے لئے مکہ تشریف لے گئے اور قریش مکّہ نے آپؐ کو مکّہ میں داخل ہونے کی اجازت دی اور خود مکّہ کے گرد و نواح میں چلے گئے۔

اس سے اگلے سال مکّہ کے حلیف قبیلہ بنو بکر نے مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنوخزاعہ پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں بنوخزاعہ کے متعدد لوگ مارے گئے۔ بنوخزاعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدے میں شامل ہونے اور بنو بکر کے قریشِ مکّہ کے ہمنوا ہونے کی وجہ سے قریش مکّہ معاہدہ توڑنے کے مرتکب ہوئے۔ کیونکہ سیاسی لحاظ سے کسی حکومت کے حلیف پر حملہ اسی حکومت پر حملہ متصور کیا جاتا ہے۔ انٹرنیٹ کے انسائیکلو پیڈیا جس کا نام Wikipedia ہے۔ اس واقعہ کے بارہ میں یہ بیان کرتا ہے۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو بکر کے اس حملہ کو قطعی طور پر معاہدہ شکنی سے تعبیر کیا اور معاہدے کی شق "اگر ایک پارٹی کے حلیف پر حملہ ہو گا تو وہ پارٹی پر حملہ سمجھا جائے گا"۔ (غالبًا یہ شق "صلح حدیبیہ کی شق نمبر ۴۔ قبائلِ عرب میں سے جو قبیلہ چاہے مسلمانوں کا حلیف بن جائے اور جو چاہے اہلِ مکّہ کا۔" کا لازم و ملزوم نتیجہ ہے) کے مطابق قریش کے سامنے درج ذیل تین تجاویز میں سے کسی ایک پر عمل کرنے کا اختیار دیا:

1۔ قریش بنو بکر سے تعلقات منقطع کر لیں۔
2۔ مقتولین کے لئے خون بہا ادا کریں۔
3۔ حدیبیہ کے معاہدہ کو توڑ دیں۔

قریش نے تیسری تجویز پر عمل کیا اور معاہدہ توڑ دیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر دس ہزار نفوس کی فوج کے ساتھ حملہ کرنے کا ارادہ فرمایا۔ جس کے نتیجہ میں فتح مکہ کا معرکہ عمل میں آیا۔"

اور یہ اس بات کا منطقی نتیجہ بھی یہی نکلنا چاہیے تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حلیف قبیلہ بنوخزاعہ پر کیے جانے والے حملے کا بدلہ لینے کے لئے مناسب کارروائی فرماتے۔

یہ تھی صلح حدیبیہ کی مختصر روداد جو تمام کی تمام Daniel Pipes نے حذف کر دی اور اس واقعہ کا مختصرًا ذکر کر کے یوں محاکمہ لکھا کہ:

"دو امور اس واقعہ میں واضح ہیں۔ پہلا یہ کہ اصولی لحاظ سے محمد معاہدہ توڑ دینے میں حق بجانب تھے کیونکہ قریش یا کم از کم ان کے حلیف قبیلے نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی تھی۔ دوسرا امر یہ کہ محمد کا ردّعمل معاہدہ شکنی کے مقابلہ میں غیر متناسب تھا۔ ایک حلیف قبیلہ پر حملہ جو کہ بعید نہیں کہ قریش کے ہی ایماء پر ہوا ہو ہرگز اس بات کا تقاضا نہیں کرتا تھا کہ دشمن کے شہر پر حملہ کر دیا جاتا۔ ان دونوں امور کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگرچہ مسلمانوں کو معاہدہ شکن تو قرار نہیں دیا جا سکتا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب مسلمان دشمن قوم کے ساتھ ایک معاہدے کی حالت میں تھے تو اس صورت میں ان کا دشمن کے شہر پر حملے کے لئے تیاری رکھنے کا کیا مقصد تھا۔ لہٰذا یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ مسلمانوں کا یہ قدم اصولی لحاظ سے غلط تھا لیکن ضابطۂ اخلاق اور سیاسیات کے اصولوں کے پیشِ نظر مکّہ پر حملہ ایک غیر مناسب عمل تھا۔ اور قریبًا تمام مغربی مؤرخین اسی نظریہ کے حامل ہیں۔"

اس کے بعد موصوف اپنے مؤقف کی تصدیق میں 'تمام مغربی محققین' کا نام لے کر صرف درج ذیل سات لوگوں کے اسماء فراہم کرتے ہیں جن میں
1۔ ولیم میور 2۔ کارل بروکلمین 3۔ برنارڈ لوئس 4۔ منٹگمری واٹ 5۔ جان گلب 6۔ مارشل ہاگسن اور 7۔ فرانک پیٹرز۔ شامل ہیں۔

ڈاکٹر پائپس کے بیان کا تجزیہ

آیئے موصوف کے اس بیان کا تجزیہ کریں کہ **"محمدؐ کا مکہ پر حملہ کرنا بالکل غیر مناسب تھا اور معاہدے کا توڑا جانا ہرگز یہ تقاضا نہیں کرتا تھا کہ دشمن پر فوج کشی کر کے اس کے علاقہ کو ہی فتح کر لیا جائے۔"** موصوف کے اندازِ بیان سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ حملہ کیا، جنگ ہوئی اور متعدد جانیں تلف ہوئیں۔

حقیقت پسند قاری اور محقق اس بات سے اتفاق کریں گے کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکّہ تشریف لے گئے تو جملہ اہالیان مکّہ کو اعلان عام کے ساتھ معافی دے دی۔ اگر فی الحقیقت جنگ ہوتی جیسا کہ 'پروفیسر صاحب' ثابت کرنا چاہتے ہیں تو اتنی بڑی فوجوں کے متصادم ہونے سے بے حد خون خرابہ ہوتا۔ مگر سالوں کے انتظار کے بعد جب مکہ والوں کے نہتے مسلمانوں پر بے پناہ مظالم اور زیادتیوں کے بدلہ لینے کا وقت آیا تو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کہ ساری دنیا کے لئے مجسم رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے حیرت انگیز طور پر ان کو ایسے معاف کر دیا جیسے کہ ان سے کوئی زیادتی سرزد ہوئی ہی نہ ہو۔ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ خود مکہ کے لوگ اس سرِ عام معافی پر خوشی کے ساتھ ساتھ حیران اور ششدر بھی تھے۔ شاید دورِ حاضر میں اسلام پر مذہبی جبر کا الزام لگانے والے احباب کے لئے یہ بات بھی اچنبھے کا باعث ہو کہ فتح مکہ کے دن اور اس کے بعد بھی مکہ کے کسی باسی کو زبردستی مسلمان نہیں بنایا گیا۔

اب آتے ہیں موصوف کے دوسرے اعتراض کی جانب کہ **"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب مسلمان دشمن قوم کے ساتھ ایک معاہدے کی حالت میں تھے اس صورت میں ان کا دشمن کے شہر پر حملے کے لئے تیاری رکھنے کا کیا مقصد تھا۔ لہٰذا یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ مسلمانوں کا یہ قدم اصولی لحاظ سے غلط تھا لیکن ضابطۂ اخلاق اور سیاسیات کے اصولوں کے پیش نظر مکہ پر حملہ ایک غیر مناسب عمل تھا۔"**

یہ بات کہ مسلمان پہلے ہی سے جنگ کے لئے تیار تھے سراسر خلافِ واقعہ ہے۔ جب یہ واقعہ ہوا اس وقت مدینہ میں 2000ر سے بھی کم مسلمان جنگجو موجود تھے اور اس طاقت کے ساتھ اپنے سے پانچ گنا بڑی فوج پر ان کے شہر میں جا کر حملہ کرنا بعید از قیاس ہے۔ اس لحاظ سے ڈاکٹر پائپس کا یہ بیان حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ڈاکٹر پائپس نے اپنے جملہ بیان سے حدیبیہ کے معاہدہ سے فتح مکہ تک ہونے والے واقعات کو کیوں حذف کر دیا؟ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ اسلام کی تاریخ پر سند سمجھے جانے والے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے حامل ایک تجربہ کار پروفیسر لگ بھگ ایسے پانچ مواقع نظر انداز کر جائیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیبیہ کے معاہدہ کی شقوں کی پاسداری اور ایفائے عہدی روزِ روشن کی طرح ثابت ہو جاتی ہے۔ کیا انہیں معاہدہ کے زبانی طے پا جانے کے بعد تحریر ہو جانے سے بھی پہلے ابو جندل کا بیڑیوں میں آنا اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں صبر و استقامت کی نصیحت کر کے دل پر پتھر رکھتے ہوئے واپس جانے کا ارشاد کرنا ایک معمولی واقعہ معلوم ہوتا ہے؟ اور کیسے ممکن ہوا کہ ابو بصیر کو واپس بھیجنا، معاہدے کی شقوں کا پاس رکھتے ہوئے امِّ کلثوم کو لوٹانے سے انکار کرنا، حدیبیہ کے مقام سے فریضہ حج ادا کیے بغیر شکستہ دل واپس چلے جانا اور دنیا میں عزیز ترین گھر خانہ کعبہ کے دیدار کے لیے ایک سال مزید انتظار کرنا ان کی 'محققانہ' نظر سے اوجھل رہ گیا؟

امن کے چیمپئن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک پر بے جا اعتراض اٹھانے والے 'سکالرز' فتح مکہ کو غیر اخلاقی اور سیاسی لحاظ سے غیر منصفانہ اقدام قرار تو دے دیتے ہیں لیکن ہم اس بات پر ششدر ہیں کہ ان کی تحقیق میں بنو بکر کے بنوخزاعہ پر حملہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ والوں کو بھجوائے جانے والے سہ نکاتی پیغام کا ذکر کیوں نہ کیا گیا جو اپنی ذات میں بالبداہت اس بات کا ثبوت تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ممکنہ صورت میں کفارِ مکہ سے معاہدہ حدیبیہ قائم رکھنا چاہتے تھے۔

وہ اس حقیقت کا اعتراف کیوں نہیں کرتے کہ کفّارِ مکہ نے پہلے معاہدہ حدیبیہ کی ایک شق کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی اور جب ان سے اس کی بابت بات کی گئی تو انہوں نے سرے سے معاہدہ ہی توڑ ڈالا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو بنوخزاعہ سے کیے جانے والے اپنے عہد کی پاسداری میں ان کی دادرسی کے لیے مکہ والوں سے مذاکرات کر رہے تھے۔ آپؐ نے ایفائے عہد کی اعلیٰ مثال قائم فرماتے ہوئے اخلاقیات اور سیاسیات کے اصولوں کے عین مطابق اپنے حلیف قبیلہ کا بدلہ لینے کے لیے اپنے مدِّ مقابل کئی گنا بڑی طاقت پر حملہ کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ اور ان پر غلبہ پا لینے کے بعد بھی جو نمونہ قائم فرمایا اس کی مثال معلوم تاریخ انسانی میں کہیں نہیں پائی جاتی۔ اگر بالفرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) عہد شکنی کرنا بھی چاہتے تو مذکورہ بالا پانچ مواقع ایک عام انسان کو ایسا جذباتی کر دینے والے تھے کہ جن کے نتیجہ میں بظاہر نہ صرف موجبات موجود تھیں بلکہ مسلمان جمہور بھی بدل و جان ان مواقع پر مظلومین کی مدد کرنے کے لئے کچھ بھی کر گزرنے کو تیار ہوتے، گو انہیں معلوم تھا کہ آسمان و زمین تو ایک ہو سکتے ہیں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد شکنی نہیں فرما سکتے۔ نتیجۃً یہ واقعات جس عظمت سے آپؐ کے ایفائے عہد کا حسین نمونہ پیش کرتے ہیں اسی قدر بے باکی اور ہٹ دھرمی سے پائپس نے اس عمل صالح کو 'اخلاقی گراوٹ' کے طور پر پیش کر کے اپنے ہی علم کا راز افشا کر دیا۔ Oscar Wilde نے درست ہی کہا ہے "Ingnorance is like a delicate exotic fruit; touch it and the bloom is gone" (The Importance of Being Earnest)۔

اپنی کتاب کے آخر میں ڈاکٹر پائپس تحریر کرتے ہیں کہ **"قریبًا تمام مغربی مؤرخین اسی نظریہ کے حامل ہیں۔"** اور اس بیان کی تائید میں مذکورہ بالا صرف سات عیسائی محققین کے نام پیش کرتے ہیں۔

عرض یہ ہے کہ اگر مغربی مفکرین کی اکثریت کا

باقی صفحہ نمبر 08 پر ملاحظہ فرمائیں

R & R
CAR SERVICES LTD
Abdul Rashid
Diesel & Petrol Car Specialist
Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ
Tel: 020 8877 9336
Mob: 07782333760

بقیہ: جامعہ یوکے کانووکیشن از صفحہ 2

درجہ ممہدہ: اوّل: عزیزم مبشر احمد ظفری، دوم: عزیزم نعمان احمد ہادی، سوم: عزیزم عطاء الفاطر طاہر

اس کے ساتھ ہی حضورِ انور نے ازراہِ شفقت جامعہ احمدیہ یوکے سے 2013ء میں فارغ التحصیل ہونے والے درج ذیل 20 مربیان کرام کو 'تفسیر صغیر' اور شاہد کی اسناد عطا فرمائیں:

1۔ مکرم شہزاد احمد صاحب مربی سلسلہ، 2۔ مکرم عبدالقدوس عارف صاحب مربی سلسلہ، 3۔ مکرم مصور احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ، 4۔ مکرم اسد مجیب صاحب مربی سلسلہ، 5۔ مکرم عقیل احمد کنگ صاحب مربی سلسلہ، 6۔ مکرم نبیل احمد شاد صاحب مربی سلسلہ، 7۔ مکرم ربیب احمد مرزا صاحب مربی سلسلہ، 8۔ مکرم رانا محمود الحسن صاحب مربی سلسلہ، 9۔ مکرم سفیر احمد زرتشت خان صاحب مربی سلسلہ، 10۔ مکرم محمد جری اللہ خان صاحب مربی سلسلہ، 11۔ مکرم توصیف احمد صاحب مربی سلسلہ، 12۔ مکرم قاصد معین صاحب مربی سلسلہ، 13۔ مکرم اطہر سہیل صاحب مربی سلسلہ، 14۔ مکرم رانا عطاء الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ، 15۔ مکرم محمد احمد خورشید صاحب مربی سلسلہ، 16۔ مکرم ملک عثمان نوید صاحب مربی سلسلہ، 17۔ مکرم طاہر محمود خان صاحب مربی سلسلہ، 18۔ مکرم سید سلمان شاہ صاحب مربی سلسلہ، 19۔ مکرم احسن فہیم بھٹی صاحب مربی سلسلہ، 20۔ مکرم عثمان شہزاد بٹ صاحب مربی سلسلہ۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطاب

تقسیم اسناد اور انعامات کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک نہایت پر معارف خطاب ارشاد فرمایا جس میں ان فارغ التحصیل ہونے والے مربیان کرام کو خصوصًا جبکہ دنیا کے کونے کونے پر موجود مبلغین و مربیانِ سلسلہ و جماعتی عہدیداران کو عمومًا نہایت موزوں اور بصیرت افروز نصائح فرمائیں۔

تشہد و تعوذ کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جامعہ احمدیہ دراصل علم سیکھنے کا طریقہ سکھاتا ہے یا وہ چند باتیں سکھاتا ہے جن کو سیکھنے کی ضرورت تھی اور جس سے آگے مزید علم کی جاگ لگتی ہے۔ پس آج کے بعد آپ کے دنیاوی امتحانات تو ختم ہو گئے لیکن اب آپ کو اپنے آپ کو self assessment کے لئے تیار کرنا ہے۔ اور اُس کی تیاری یہی ہے کہ اپنے اس علم کو جو آپ نے یہاں سیکھا، اُس کو بڑھانا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ قرآن کریم، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، تاریخ اسلام، تاریخ احمدیت کے گہرے علم کو حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ حالاتِ حاضرہ کے بارے میں ضروری معلومات رکھنے کے لئے رسائل پڑھنے کے علاوہ خلیفۂ وقت کے خطبات میں بیان کردہ باتوں کو سننا، سمجھنا، آگے پھیلانا، عمل کرنا اور کروانا یہ مربی کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آپ سب کو ایک احمدی عالم کی خصوصیات سے مزیّن ہونا چاہیے۔ ایک احمدی عالم اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، قرآن کریم پڑھتا ہے، غور کرتا ہے، اس پر عمل کرتا ہے اور عمل کرواتا ہے۔ نماز قائم کرتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اسے رزق دیا ہے چاہے وہ مال کی صورت میں ہو یا علم کی صورت میں یا صلاحیتوں اور استعدادوں کی صورت میں ان کو صحیح استعمال کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ اور آپ ایک حقیقی عالم اس وقت بنیں گے جب یہ تمام چیزیں آپ میں موجود ہوں اور تکبر کی بجائے آپ کو عاجزی میں بڑھانے والی ہوں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہم خوش قسمت لوگ ہیں جن کو اس زمانے کے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی اور حق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی اور ان لوگوں میں شامل نہیں فرمایا جو کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ جو باتیں ابھی میں نے بیان کی ہیں یہ وہ باتیں ہیں جن کی آپ سے جماعت کا ہر فرد توقع بھی رکھتا ہے کیونکہ اسی کے ذریعہ سے آپ جماعت کی تربیت صحیح رنگ میں کر سکتے ہیں اور اسی کے ساتھ آپ صحیح تبلیغ کر سکتے ہیں اور یہی دو کام ہیں آپ کے۔ ایک طرف آپ مربی سلسلہ ہیں اور ایک طرف آپ مبلغ سلسلہ ہیں۔ یہ دونوں کام آپ نے کرنے ہیں اور یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو آپ کے کندھوں پر ڈالی جا رہی ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میدانِ عمل میں جا کر اپنوں کے بھی آپ نے حق ادا کرنے اور فرائض نبھانے ہیں اور دوسروں کے بھی، غیروں کے بھی حق ادا کرنے ہیں۔ اور غیروں کا حق اُسی صورت میں ادا ہوتا ہے جب آپ صحیح رنگ میں اُن کو اسلام کا پیغام پہنچائیں گے اور اُس پیغام پر خود عمل کرنے والے بھی ہوں گے۔ پس اس بات کو خاص طور پر ہر مربی کو، ہر مبلغ کو ذہن نشین رکھنا چاہئے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ہر مربی کو، ہر واقفِ زندگی کو خاص طور پر اور ہر جماعتی عہدیدار کو بھی خاص طور پر یہ بات اپنے پلّے باندھ لینی چاہئے کہ محنت، عاجزی اور دعا کے ساتھ زندگی گزارنی ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر ہم کامیابیاں حاصل نہیں کر سکتے۔

حضورِ انور نے خاص طور پر واقفینِ نَو مربیان سلسلہ کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ خوش قسمت ہیں اور آپ کے ماں باپ خوش قسمت ہیں کہ جو عہد انہوں نے کئے تھے، اللہ تعالیٰ سے جو عہد آپ کو وقف کرنے کا باندھا تھا، آج اُس کو پورا ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ پس آج جو اُن کے احساسات اور جذبات ہیں ان کو ہمیشہ وفا کے ساتھ وقف میں رہتے ہوئے نبھانے کی کوشش کرنی ہے اور اُن کے اس عہد کو پورا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔

حضورِ انور نے شاہدین سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ کا علمی تربیت کا ایک دور ختم ہو گیا۔ اب عملی تربیت کا دور شروع ہو گیا۔ اسی وجہ سے آپ کو افریقہ بھجوایا گیا تھا اور اب سپین بھجوایا جا رہا ہے۔ پھر وہاں سے جب آئیں گے تو آپ کا ایک انتظامی تربیت کا دور شروع ہوگا جو انتظامی اور عملی تربیت ہے جس کے لئے آپ پاکستان، ربوہ جائیں گے انشاء اللہ۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ یاد رکھیں یہ نہ سمجھیں کہ آپ ربوہ جا رہے ہیں، ربوہ مرکزِ سلسلہ ہے۔ ربوہ بیشک مرکزِ سلسلہ ہے لیکن جہاں خلیفۂ وقت ہو اصل مرکز وہی ہوتا ہے۔ آپ کا ایک خاص تعلق میرے ساتھ بھی رہا ہے۔ تو یہ انفرادیت ہے آپ کی اور اس انفرادیت کو آپ نے وہاں بھی قائم رکھنا ہے۔ پتا لگے وہاں جا کر کہ آپ لوگ جامعہ احمدیہ یوکے سے آئے ہیں اور ایک مختلف طریق پر آپ کی تربیت ہوئی ہے جو واضح نظر آتی ہے، دوسروں سے آپ کو ممتاز کرتی ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ خلافت سے تعلق کو اتنا مضبوط کرنا ہے کہ کسی کو آپ کے سامنے خلافت کے موضوع پر کوئی نازیبا الفاظ استعمال کرنے کی جرأت نہ ہو۔ اور جہاں کوئی ایسا معاملہ ہو تو حکمت سے سمجھانا بھی ہے۔ لیکن اگر آپ دیکھیں کہ آپ کی سمجھانے کی ایک انتہا ہو چکی ہے اور دوسرے شخص میں اصلاح کا کوئی پہلو باقی نہیں ہے بلکہ منافقت زیادہ بڑھ رہی ہے تو وہاں پھر آپ کو سختی سے اُس کا ردّ بھی کرنا ہوگا اور پھر اگر کہیں تعلق توڑنا پڑتا ہے تو تعلق بھی توڑنا ہوگا اور پھر اُس کے لئے مرکز کو رپورٹ بھی کرنی ہو گی۔ اس بات پر نہ رہیں کہ یہ ہم ٹھیک کر لیں گے اور مصلحتًا ہم خاموش ہو گئے۔ یہ مصلحت جو ہے یہ بعض دفعہ برائیوں کو پھیلانے کا باعث بن جاتی ہے۔ اس لئے کوئی مصلحت اس بارے میں نہیں ہونی چاہئے جہاں خلافت کے مقام کی تخفیف کا سوال پیدا ہوتا ہو۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ لوگوں کو خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق کو بڑھانا ہے اور پھر بڑھاتے چلے جانا ہے۔ نوافل کی ادائیگی ہے۔ نمازوں کی ادائیگی کا پہلے میں ذکر کر چکا ہوں۔ دعائیں ہیں، اس میں بھی خاص ذوق ہونا چاہئے، اس کی عادت ڈالیں۔ درود شریف ہے، ذکرِ الٰہی ہے، اس طرف خاص توجہ رہنی چاہئے۔ اور جب یہ ہوگا تو انشاء اللہ تعالیٰ ساتھ کے ساتھ جہاں آپ کے علم میں ترقی ہو رہی ہوگی، روحانیت میں ترقی بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہوتی چلی جائے گی۔ اور ایک مفید اور کارآمد مربی اور مبلغ آپ بن رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو میدانِ عمل میں کامیابیاں عطا فرمائے اور وہ مقصد پورا کرنے والے ہوں جس کی آپ سے توقع کی جاتی ہے اور ہمیشہ آپ خلافت کے سلطانِ نصیر بننے والے ہوں۔

(حضور انور کے اس خطاب کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کے آئندہ کسی شمارہ میں شائع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ)

تصاویر

خطاب کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد اس تاریخی موقع پر حضورِ انور ایدہ اللہ نے اپنے خدام مربیانِ سلسلہ و شاہدین سال 2013ء کو اپنے ہمراہ ایک گروپ کی صورت میں تصویر بنوانے کی سعادت بخشی۔ حضورِ انور کے ہمراہ بنوائی جانے والی اس تصویر میں شاہدین کے علاوہ جماعتِ احمدیہ یوکے، جرمنی، بیلجیم اور ناروے کے امراء شامل تھے۔ اس batch میں شامل کچھ طلباء ان ممالک سے تعلق رکھتے ہیں۔ مزید برآں حضورِ انور نے ازراہِ شفقت محترم امیر صاحب جماعتِ احمدیہ گھانا کو خاص طور پر اس تصویر میں شامل فرمایا۔ اس موقع پر بنوائی جانے والی دیگر تصاویر میں جامعہ احمدیہ کی تمام کلاسوں درجہ ممہدہ تا درجہ سادسہ، اساتذہ جامعہ احمدیہ، کارکنان جامعہ احمدیہ کی الگ الگ تصاویر کے علاوہ جامعہ احمدیہ کے تمام طلباء کی ایک عدد گروپ فوٹو بھی شامل ہے۔ ان تمام تصاویر میں محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ یوکے اور محترم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ بھی شامل تھے۔

ظہرانہ

بعد ازاں حضور انور کی اقتدا میں نمازِ ظہر و عصر باجماعت ادا کی گئیں اور پھر حضور انور اور تمام مہمان ظہرانے کے لئے طعامگاہ تشریف لے گئے۔ ظہرانے کے بعد حضورِ انور نے کچھ دیر Stone House میں قیام فرما کر قریبًا تین بجے لندن واپسی کے لئے سفر اختیار فرمایا۔

تقریب کے شرکاء

اس تقریب کے شرکاء میں ایڈیشنل وکلاء، انچارج صاحبان ڈیسکس و شعبہ جات، امیر صاحب یوکے، انگلستان میں خدمات بجا لانے والے واقفینِ زندگی و مبلّغینِ کرام، 'شاہد' کا اعزاز پانے والے طلباء کے والدین، نائب امراء جماعتِ احمدیہ یوکے، مجلسِ عاملہ جماعتِ احمدیہ یوکے کے بعض ممبران اور ریجنل امراء یوکے شامل تھے۔ مزید برآں محترم امیر صاحب گھانا، محترم امیر صاحب جرمنی، محترم امیر صاحب بیلجیم، محترم امیر صاحب ناروے اور محترم امیر صاحب ڈنمارک بھی حاضر تھے۔

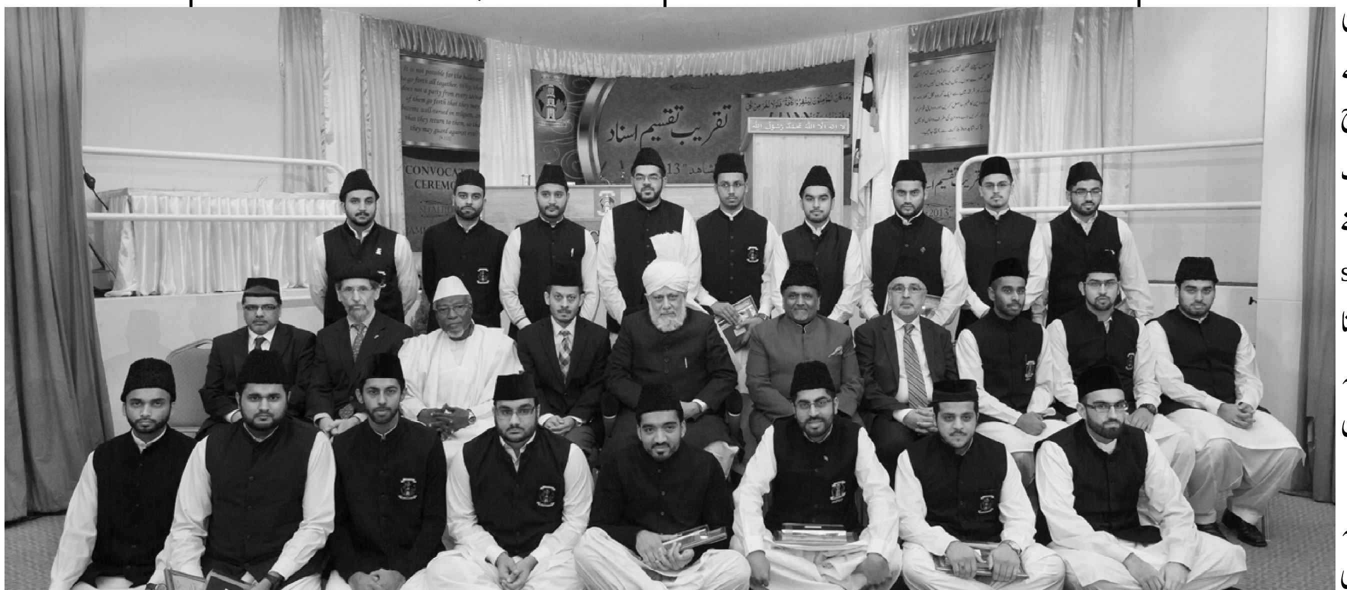

خواتین میں حضرت صاحبزادی امۃ السبوح بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ یوکے، بیگم صاحبہ امیر صاحب یوکے، بیگمات اساتذہ جامعہ احمدیہ اور شاہدین میں سے شادی شدہ طلباء کی بیگمات نے تقریب میں شمولیت اختیار کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو حضور انور کی توقعات کے عین مطابق بھرپور خدمتِ دین کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2013ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمٰن)

(قسط نمبر116)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے منکرین کو مخاطب ہوتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ گماں مت کر کہ یہ سب بدگمانی ہے معاف
قرض ہے واپس ملے گا تجھ کو یہ سارا ادھار

(واشاعت قادیان صفحہ 185)

....

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ نومبر، دسمبر 2013ء کے دوران پاکستان میں جماعتِ احمدیہ کی مخالفت کے واقعات میں سے کچھ کا خلاصہ پیش ہے۔

....

احمدیوں کے خلاف جلسہ

وارا، ضلع لاڑکانہ؛ 12دسمبر2013ء: یہاں کے لوکل دیوبندی 'علماء' نے اپنی مسجد میں اینٹی احمدیہ کانفرنس کا انعقاد کیا۔ انہوں نے اس جلسہ میں نہ صرف یہ کہ سندھ بھر سے بلکہ بہاولپور سے بھی اپنے لیڈروں کو مہمان مقررین کے طور پر بلا رکھا تھا۔ حسبِ معمول اس جلسہ میں مقررین امن و آشتی، صلح و رواداری اور برداشت کے حقیقی علمبردار مذہب 'اسلام' کی 'بے مثال خدمت' جھوٹ اور غلط بیانی اور اخلاق سے گری ہوئی زبان استعمال کرتے ہوئے احمدیوں کے خلاف لوگوں کے جذبات کو ابھار کر اور انہیں قتل کرنے کی ترغیب دلا کر اور ان سے کسی بھی قسم کا تعلق رکھنے والے 'مسلمان' کو دوزخ کا ایندھن قرار دے کر بجالائے۔

ایک مقرّر نے کمال تحدّی سے یہ اعلان کیا کہ اگر کوئی کسی 'قادیانی' کو قتل کرے گا تو وہ اس بات کی گارنٹی دیتا ہے کہ اسے ایک ماہ کے اندر اندر جیل سے رہا کروانے کے ساتھ ساتھ اس کا تمام تر خرچہ بھی اٹھائے گا۔ معاشرے میں بدنظمی اور دہشت گردی پھیلانے والی ان تقاریر پر حسبِ معمول انتظامیہ خاموش تماشائی نظر آئی۔

قومیائے گئے تعلیمی اداروں کی واپسی ایک 'خطرہ'

دسمبر2013ء: تحریکِ ختمِ نبوّت کے ملّاؤں نے اس ماہ بظاہر بغیر کسی وجہ کے ایک شوشہ چھوڑ دیا۔ دسمبر کے بعض اخبارات کو دیکھنے سے محسوس ہوتا ہے کہ ان ملّاؤں نے اپنے خاص طریقۂ واردات کے مطابق ملکی پریس میں احمدیوں کو اُن کے قومیائے گئے تعلیمی ادارہ جات واپس کیے جانے کے خلاف ایک پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ انہوں نے احمدیوں کو ان کے تعلیمی ادارہ جات واپس کرنے کے ممکنہ اقدام کی سخت مذمّت کرتے ہوئے اسے 'اسلام دشمن' اور 'ملک دشمن' اقدامات قرار دیا اور کہا کہ وہ اس قسم کے فیصلہ کو قطعًا برداشت نہیں کریں گے۔ عین ممکن ہے کہ کسی انتظامی حلقے میں اس تناظر میں کوئی بات چل رہی ہو جس کے پیشِ نظر ملّاں اس قدر پریشان ہے۔

روزنامہ جنگ، پاکستان، ایکسپریس، اوصاف، دنیا، نوائے وقت، خبریں، دِن وغیرہ میں ملّاں کی طرف سے اس موضوع سے متعلق ایک بہت بڑا 'احتجاجی' اعلان شائع ہوا۔ مزید برآں 'روزنامہ اسلام' نے جو کہ پاکستان کی ایک جہادی تحریک کا ترجمان ہے اور بیک وقت کراچی، لاہور، پشاور، راولپنڈی، ملتان اور مظفر گڑھ سے شائع ہوتا ہے ملّاں کے اس بیان کو اپنی 15دسمبر2013ء کے شمارہ میں تین کالمی سرخی بنا کر لگایا۔ ملّاں عبدالماجد لدھیانوی کی طرف منسوب کیے جانے والے اس بیان میں یہ کہا گیا کہ 'اگر احمدیوں کے نیشنلائزڈ سکول انہیں واپس کرنے کی کارروائی نہ روکی گئی تو ملک میں ایک نہ ختم ہونے والے فسادات کا سلسلہ شروع ہو جائے گا'۔

اس ضمن میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ 1996ء میں حکومتِ پاکستان نے ذوالفقار علی خان بھٹو کے دور میں قومیائے جانے والے تمام ادارہ جات کو ان کے اصلی مالکان کو واپس کرنے کی ایک پالیسی کا اجراء کیا تھا۔ اور یہ واپسی بعض امور سے مشروط قرار پائی تھی۔ چنانچہ جن اداروں نے ان شرائط کو پورا کر دیا ان میں جماعتِ احمدیہ بھی شامل ہے۔ اس بات کو لگ بھگ 18 برس بیت چکے ہیں لیکن سوائے جماعت احمدیہ کے دیگر تمام کو ان کے تعلیمی ادارے واپس کیے جا چکے ہیں۔ حکومت اسلام کے ٹھیکیدار ملّاں کے ہاتھوں اس قدر مجبور ہے اور باوجودیکہ انتظامیہ ان تعلیمی ادارہ جات کے نظم ونسق کو درست طور پر چلانے میں کامیاب نہیں ہو پارہی اور یہ ادارے حکومتی خزانہ پر سراسر ایک بوجھ ہیں لیکن پھر بھی وہ اس سلسلہ میں کوئی فیصلہ کرتی نظر نہیں آتی۔ یہ معاملہ جس کا دینِ اسلام کے کسی رکن یا ملّاں کے مَن پسند نام نہاد مسئلہ ختمِ نبوّت سے دور کا تعلق بھی نہیں حکومتِ وقت سے بزبانِ حال سوال کرتا ہے کہ وہ نوجوان نسل کو عمدہ تعلیمی سہولیات فراہم کرنے اور اپنی رِٹ کے قائم کرنے میں ملّاں کے ہاتھوں اس قدر مجبور کیوں ہے؟

لاہور میں مخالفت

یو ای ٹی کالج ہاسٹل؛ یکم دسمبر2013ء: مکرم یاسر محمود صاحب کو جو ناصر محمود صاحب کے بیٹے ہیں اور یو ای ٹی کالج کے ہاسٹل میں رہائش پذیر ہیں وہاں پر شدید مخالفت کا سامنا ہے۔

یکم دسمبر کے دن ایک سخت معاند احمدیت نے جس کا نام حافظ رضوان بتایا جاتا ہے رات کے دس بجے یاسر محمود کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ دروازہ کھولنے پر اس نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے خلاف انتہائی غیر مہذبانہ زبان کا استعمال کرنا شروع کر دیا۔ یاسر محمود نے اسے تہذیب کے دائرہ میں رہنے کا کہا لیکن جب اس کے باز نہ آنے پر دونوں جانب سے سخت الفاظ کا تبادلہ ہونے لگا تو ہاسٹل میں رہنے والے دیگر طلباء بھی اکٹھے ہو گئے۔ یاسر نے جب چوکیدار کو کہا کہ حافظ رضوان کو خاموش کروائے تو بجائے اس کے کہ وہ اس معاملہ میں شرافت کا ثبوت دیتے ہوئے مثبت کردار ادا کرے اس نے الٹا اس بدبخت کا ساتھ دیتے ہوئے اپنے مخالفِ احمدیت ہونے کا ثبوت دے دیا۔ کچھ دیر بعد ہاسٹل میں رہائش رکھنے والے دو اور طلباء اس ظالم شخص کو اپنے کمرے میں لے گئے اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

اگلے روز یاسر محمود نے اس واقعہ کی اطلاع ہاسٹل کے سینئر وارڈن کو کر دی جس نے یہ شکایت یونیورسٹی کے وائس چانسلر کو پہنچائی۔ وائس چانسلر نے وہاں کی ڈسپلنری کمیٹی کو معاملہ کی چھان بین کا حکم دیا جبکہ سینئر وارڈن نے یاسر محمود کو احتیاطی تقاضوں کے پیشِ نظر اپنے کمرے میں نہ رہنے کی تجویز دی ہے۔

جہاں تک اس شقی القلب معاند احمدیت کا تعلق ہے تو یہ شخص گزشتہ ایک سال سے یونیورسٹی میں احمدی طلباء کے خلاف متحرک ہے۔ کبھی یہ احمدی طلباء پر گند اچھالنے کی کوشش کرتا ہے اور کبھی اپنی غلیظ زبان سے گالیوں کی بوچھاڑ کر دیتا ہے۔ اس سے قبل یہ شخص اس یونیورسٹی میں پڑھنے والے دو اور احمدی طلباء رضوان اللہ صاحب اور حسن صاحب کے ساتھ بھی ایسی ہی بدتمیزی کر چکا ہے۔

ٹاؤن شِپ؛ مؤرخہ 8دسمبر2013ء: محترم اشفاق احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے 2005ء میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ اسی طرح 2011ء میں ان کے بھائی محترم حامد عاشق صاحب بھی احمدیت میں داخل ہو گئے۔ کچھ دن قبل ان کے والد نے ان کے احمدی ہو جانے کی وجہ سے انہیں گھر سے نکال دیا۔

مؤرخہ 8دسمبر کو ایک ہیڈ کانسٹبل کی ہمراہی میں چھ افراد ان کے گھر میں داخل ہو گئے جن میں سے تین ان کے عزیز تھے۔ ان لوگوں نے اشفاق صاحب کو 'توبہ' کرنے اور احمدیت چھوڑ دینے کا کہا۔ نیز اشفاق صاحب کی اہلیہ کو اپنے خاوند سے خلع حاصل کرنے کا کہا۔ مسز اشفاق کے انکار کر دینے پر ان لوگوں میں سے ایک بدبخت نے انہیں زدوکوب بھی کیا۔ بعدازاں ان لوگوں نے تحریکِ ختمِ نبوّت سے تعلق رکھنے والے ایک ملّاں سے رابطہ کیا۔ حکمت کے پیشِ نظر اور مستقبل میں مزید کسی بدمزگی سے بچنے کے لئے اس فیملی کو یہ رہائش فوری طور پر چھوڑ کر کسی نامعلوم مقام پر منتقل ہونا پڑا ہے۔

مزنگ: محترم ناصر عطاء الحق صاحب ایک احمدی ہیں اور لاہور کے علاقہ مزنگ میں ایک شادی ہال میں ملازمت کرتے ہیں۔ اسی شادی ہال میں ایک ملّاں بھی نوکری کرتا ہے۔ کچھ ہفتے پہلے اس ملّاں نے ناصر صاحب کے احمدی ہونے کی وجہ سے ایک پروپیگنڈا کے تحت اپنے ساتھی ملازمین کو ان کے خلاف ابھارنا چاہا لیکن اسے خاطر خواہ کامیابی نہ ہو سکی۔ چنانچہ علاقہ کے ایک 'بڑے' ملّاں سے مشورہ کرنے پر اس نے ناصر صاحب کے خلاف ایک وڈیو ریکارڈنگ کی بنیاد پر پولیس میں کیس درج کروانے کا فیصلہ کیا۔ اس پر وہ ملّاں لِٹن روڈ پولیس اسٹیشن کے ایس ایچ او سے ملا اور ناصر صاحب کے خلاف درخواست دے دی۔ ایس ایچ او نے ضابطہ کی کارروائی کرتے ہوئے ناصر صاحب کو بلوا بھیجا۔ ناصر صاحب جو غالبًا اس تمام پروپیگنڈا سے بے خبر تھے پولیس اسٹیشن پہنچے تو سامنے اس ملّاں کو بیٹھا دیکھ کر حیران رہ گئے۔ خیر معاملات اس دن طَے نہ ہو سکے اور پولیس نے اگلے دن دوبارہ ناصر صاحب کو تھانے بلوایا اور ساتھ کہا کہ ان پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ وہ ان کے خلاف ایف آئی آر درج کریں۔ چنانچہ احتیاطًا ناصر صاحب پولیس اسٹیشن نہ گئے بلکہ کچھ عرصہ کے لئے روپوش ہو گئے۔

علاقہ سے تعلق رکھنے والے احمدی ذمہ دار افراد نے اس شادی ہال کے مالک سے اس بارے میں بات کی۔ شادی ہال کے مالک کے درمیان میں پڑنے کی وجہ سے اس ملّاں نے ناصر صاحب کے خلاف کارروائی نہ کرنے کا وعدہ کر لیا۔ لیکن علاقہ کے 'بڑے' مولوی صاحب معاملہ میں ابھی بھی دلچسپی لیتے نظر آتے ہیں۔

احمدیہ مسجد کے منار اور محراب

لاہور؛ نومبر، دسمبر2013ء: گزشتہ دو تین سال سے تحریکِ ختمِ نبوّت کے زیرِ سایہ پرورش پانے والے مخالفینِ جماعتِ احمدیہ نے احمدیہ مساجد میں قائم مَناروں اور محرابوں کے خلاف ایک طوفان برپا کر رکھا ہے۔ پاکستان کے طول وعرض میں سینکڑوں احمدیہ مساجد موجود ہیں اور ان میں سے اکثر میں موجود مَنار اور محراب اینٹی احمدیہ آرڈیننس کے اجراء سے پہلے کے قائم ہیں۔ یہ آرڈیننس از خود بھی احمدیہ مساجد میں قائم مناروں اور محراب پر براہِ راست کسی بھی قسم کی کوئی زَد نہیں لگاتا۔ لیکن مخالفینِ احمدیت اس بات پر بھی احتجاج کرتے نظر آتے ہیں غالبًا اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں نظر آرہا ہے کہ وہ اس ایشو کو لے کر پورے پاکستان میں ایک مرتبہ پھر احمدیوں کے خلاف سادہ لوح مسلمانوں میں بے چینی اور بدامنی کی لہر پیدا کر کے اپنے مذموم مقاصد کے حصول میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

گزشتہ کچھ عرصہ سے لاہور میں واقع احمدیہ جامع مسجد ''دارالذکر'' کے خلاف بھی اسی قسم کی باتیں سننے میں آرہی ہیں۔

محمد بدر عالم ایڈووکیٹ نے جو تحریکِ ختمِ نبوّت لاہور کا تنخواہ دار ایک وکیل ہے مئی 2012ء میں DCO کو یہ درخواست بھجوائی تھی کہ مسجد دارالذکر لاہور کے مَنار اور گنبد مسمار کیے جائیں۔ بعدازاں اس نے لاہور ہائی کورٹ میں بھی ایسی ہی ایک درخواست دائر کر دی۔ ڈی سی او نے عدالتِ عالیہ کو حقائق پر مشتمل یہ رپورٹ بھجوائی کہ اس مسجد کے مَنار اور گنبد لاہور شہر کی انتظامیہ سے باقاعدہ اجازت لے کر تعمیر کیے گئے تھے۔ چنانچہ اس کیس میں مزید کچھ پیش رفت نہ ہوئی۔

سال2013ء کے نومبر میں اس کیس کو دوبارہ جسٹس یاسر علی خان کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ کیس کی گزشتہ کارروائی کو پڑھنے کے بعد اس نے کہا کہ چونکہ علاقے کا ڈی سی او تبدیل ہو چکا ہے اس لئے نیا ڈی سی او اس معاملہ کی رپورٹ نئے سرے سے مرتب کر کے بھجوائے۔

اس پر احمدیوں کا ایک وفد اپنا مؤقف واضح کرنے کے لئے ڈی سی او لاہور سے ملنے گیا۔ ڈی سی او کے مشیرِ قانونی نے کہا کہ ایک اور جج کے فیصلہ کے مطابق احمدیوں کو اپنی مسجد میں منار اور گنبد تعمیر کرنے کی اجازت نہیں۔ جس پر اس پر واضح کیا گیا کہ جس کیس کا وہ ذکر کر رہا ہے وہ اور معاملہ ہے اور اس فیصلہ میں بھی کسی جگہ منار اور گنبد 'گرانے' کا ذکر نہیں۔ نیز یہ کہ دونوں معاملات کی نوعیت بالکل مختلف ہے لہٰذا ایک کا فیصلہ دوسرے پر سند نہیں ہو سکتا۔

اس مقدمہ کی تاریخ 2دسمبر2013ء کو تھی۔ ڈی سی او کے مشیرِ قانونی نے جج سے درخواست کی کہ اس معاملہ کو صوبائی یا وفاقی انتظامیہ کے پاس بھیج دیا جائے تا کہ وہ اس کا کوئی فیصلہ کر سکیں، لیکن بدر عالم اس بات پر بضد تھا کہ اس کیس کا فیصلہ ابھی اور اسی وقت سنایا جائے۔ جبکہ جج نے یہ کیس چیف جسٹس کو بھجوا دیا تا کہ وہ اس کیس کی سماعت کے لئے کسی اور جج کا تقرر کر دے۔

کھلے آسمان کے نیچے فتنہ اور فساد پھیلانے والے ملّاں کو، حکومتی انتظامیہ کو اور قانونی اداروں کو ایسا کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے تعزیراتِ پاکستان دفعہ 295 ملاحظہ کر لینی چاہیے۔ کیونکہ اس دفعہ کے مطابق:

''جو کوئی شخص کسی عبادت گاہ یا کسی شے کو جو لوگوں کے کسی فرقہ کے نزدیک متبرک سمجھی جاتی ہو خراب کرے یا مضرت پہنچائے یا نجس کرے (defile) لوگوں کے کسی فرقہ کے مذہب کی توہین کرنے کی نیت سے یا اس امر کے احتمال کے علم سے کہ لوگوں کا کوئی فرقہ اس خراب کرنے یا مضرت پہنچانے یا نجس کرنے کو اپنے مذہب کی ایک طرح کی توہین (insult) سمجھے تو شخص مذکور کو دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد دو برس تک ہو سکتی ہے یا جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔''

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم میاں محمد صدیق صاحب بانی

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 10 جون 2010ء میں مکرم شریف احمد بانی صاحب نے اپنے والد محترم میاں محمد صدیق صاحب بانی کی سیرت پر روشنی ڈالی ہے۔ قبل ازیں آپ کا ذکرخیر 13 اکتوبر 1995ء، 2 فروری 1996ء، 4 اپریل 2003ء اور 3 ستمبر 2010ء کے شماروں میں اسی کالم کی زینت بن چکا ہے۔ اس لئے عموماً ذیل میں وہی امور بیان کئے جارہے ہیں جو مذکورہ مضامین سے اضافی ہیں۔

محترم میاں محمد صدیق بانی صاحب چنیوٹ کی مشہور شیخ برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ اُن ایام میں ہماری برادری کے اکثر افراد غریب اور مفلوک الحال تھے۔ مگر چند خاندان کلکتہ میں چمڑے کی تجارت کرتے تھے اور خوشحال تھے۔ میرے والد صاحب نے کلکتہ جاکر کچھ عرصہ ملازمت کی اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنا کاروبار شروع کیا جس میں بہت برکت پڑی۔ تو آپ نے اپنے چھوٹے بھائی حاجی میاں تاج محمود صاحب کو بھی چنیوٹ سے بلاکر کاروبار میں شریک کرلیا۔ یہ دونوں بھائی اہلحدیث تھے اور بہت دیندار تھے۔ کاروبار میں اتنی ترقی ہوئی کہ آپ نے اپنے والدین کو ہمراہ لیا اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ دو تین سال بعد چھوٹے بھائی (میرے چچا) نے بھی حج کرلیا۔ چچا حاجی تاج محمود صاحب بہت متقی انسان تھے اور قرآن مجید کی تلاوت آپ کی غذا تھی۔ 1902ء میں ان کی توجہ احمدیت کی طرف ہوئی تو تحقیق کے بعد انہوں نے تحریری بیعت کرلی۔ اس پر والد صاحب نے بھی تحقیق شروع کی لیکن عمر نے وفا نہ کی اور وہ 1910ء میں وفات پاگئے۔

حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب کشمیری نے (جن کے نیک نمونہ سے کٹک، اڑیسہ میں ہزاروں افراد احمدیت میں شامل ہوچکے تھے) 1918ء میں کلکتہ تشریف لاکر درس قرآن مجید کا سلسلہ شروع کیا۔ چچا حاجی میاں تاج محمود صاحب باقاعدگی سے درس میں شامل ہوتے تھے۔ مَیں اُس وقت تک احمدی نہیں تھا لیکن آپؓ کے ہمراہ جاتا۔ ایک دن وہ آیت آئی جس میں حضرت رسول کریمؐ کو ارشاد ہوا ہے کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو نصیحت کرو اور یہ ارشاد ربانی آنحضورؐ کی اتباع میں سب کے لئے ہے۔ اس پر چچا نے مجھے فرمایا کہ تمہیں احمدیت کے موافق اور مخالف دلائل سنتے ہوئے عرصہ ہوگیا ہے، اب کس نتیجہ پر پہنچے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ صداقتِ احمدیت تو بالکل واضح ہے۔ فرمایا کہ نیک کام میں دیر نہیں کرنی چاہئے، بیعت کا خط فوراً لکھ دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

میرے قبولِ احمدیت کی خبر برادری میں پھیلی تو میرے ایک ماموں نے مجھے اپنے گھر بلاکر پہلے تو سخت سست کہا اور پھر دو چار تھپڑ رسید کئے۔ اگر ممانی جان درمیان میں نہ آ جاتیں تو میری مزید پٹائی ہوتی۔ دوسری صبح میرے چاروں ماموں غصہ میں دکان پر آئے اور چچا کو کہا کہ تم خود تو گمراہ ہوئے ہی تھے ہمارے اس بھانجے کا بیڑہ کیوں غرق کیا ہے۔ پھر ایک مخالف مولوی کے پاس جانے کا کہا۔ ہم دو دو نفل پڑھ کر گئے مگر خدا کے فضل سے مولوی لاجواب ہوگیا۔

احمدی ہونے کے چند ماہ بعد میں چنیوٹ لوٹا۔ رات دیر گئے گھر پہنچا مگر والدہ صاحبہ نے دروازہ کھولنے سے انکار کردیا۔ وہ رات مَیں نے باہر گزار دی۔ صبح دروازہ کھلنے پر اندر گیا تو والدہ صاحبہ نے بات چیت سے انکار کردیا اور سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔

1918ء کا جلسہ سالانہ مارچ 1919ء میں منعقد ہوا تو مَیں نے قادیان حاضر ہوکر حضرت مصلح موعودؓ کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ پھر میری عملی حالت میں مثبت تبدیلی کو محسوس کرتے ہوئے والدہ صاحبہ نے پہلے مخالفت کم کردی اور پھر کچھ عرصہ بعد میرے چھوٹے بھائی کے ہمراہ قادیان آکر کچھ عرصہ دارالمسیح میں بطور مہمان قیام کیا۔ حضرت اماں جانؓ اور خاندان کے رہن سہن کو قریب سے دیکھا اور مکمل اطمینان حاصل کرکے بیعت کرلی۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ میرے والد محترم محمد صدیق بانی صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ، خلفائے کرام اور خاندان مسیح موعودؑ سے عشق کی حد تک محبت تھی۔ محترم مولوی بشیر احمد صاحب سابق امیر کلکتہ لکھتے ہیں کہ جن احباب نے اطاعت امیر کا بہترین نمونہ دکھایا ان میں آپ کا نام سرفہرست تھا۔ جو شخص مقامی امیر کی اطاعت میں سرفہرست ہو، ظاہر ہے کہ اس میں اطاعتِ خلافت کا جذبہ کس قدر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ آپؑ کو ایسے خدام عطا فرمائے گا جو سلسلہ کی خدمت پر کمربستہ رہیں گے۔ محترم بانی صاحب بھی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی ایک روشن مثال تھے۔ آپ کسی خارجی تحریک کے بغیر اپنے دل کی آواز پر سکیمیں بناکر مرکز کی خدمت میں بھجواتے اور بے دریغ اپنے اموال خرچ کرتے۔ خلیفۂ وقت کی طرف سے تحریک جدید اور وقف جدید کے نئے سال کے اعلان کے ہمیشہ منتظر رہتے تھے اور اطلاع ملتے ہی بذریعہ تار اپنا وعدہ بھجواتے اور جلد ہی ادائیگی بھی کردیتے۔

آپ خود نہایت سادہ زندگی گزارتے تھے۔ آپ کے لباس اور رہن سہن کو دیکھ کر کوئی شخص اندازہ نہیں کرسکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنی فراخی عطا فرمائی ہے لیکن غربا کی خدمت کو فریضہ سمجھتے تھے۔ بے شمار غربا کے وظائف آپ نے مقرر کر رکھے تھے۔ ماہانہ وظائف کے علاوہ ان تمام لوگوں کو رمضان المبارک میں مقامی رواج کے مطابق ملبوسات اور بچوں کے لئے تحائف بھجواتے اور اس کارِخیر میں اتنی استقامت اور باقاعدگی تھی کہ کبھی تاخیر نہ ہوتی۔

1940ء میں آپ چنیوٹ سے ہجرت کرکے قادیان آگئے اور محلّہ دارالبرکات میں اپنا گھر خریدلیا۔ دوست احباب نے مٹھائی تقسیم کرنے کی تجویز پیش کی۔ آپ نے مٹھائی پر خرچ کا اندازہ لگواکر فرمایا: کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ یہ مٹھائی ہمیں اللہ تعالیٰ جنت میں عطا فرمائے اور پھر وہ رقم دارالبرکات کی مسجد میں پنکھے لگوانے پر صَرف کردی۔ اسی طرح ایک اور خوشی کے موقعہ پر دارالفضل کی مسجد میں پنکھے لگوائے۔ دارالشیوخ کے یتیم اور مدرسہ احمدیہ کے غریب بچوں کے لئے سویٹروں، جرابوں اور گرم ملبوسات کا انتظام کرتے۔

1964ء میں کلکتہ کے سولہ احمدیوں نے حج کا ارادہ کیا۔ ان افراد میں آپ اور آپ کی اہلیہ بھی شامل تھے۔ یہ لوگ اپنی سفری دستاویزات مکمل کروانے کے بعد کلکتہ سے بذریعہ ہوائی جہاز بمبئی پہنچے لیکن بعض لوگوں کی شرارت کی وجہ سے سعودی کونسل نے ویزا دینے سے انکار کردیا۔ اس پر آپ نے تمام رقم جو حج کے لئے خرچ ہونی تھی راہ خدا میں دیدی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس قربانی کو قبول کیا اور آٹھ سال بعد آپ دونوں (میاں بیوی) کو حج کی سعادت عطا کی۔

فضل عمر ہسپتال ربوہ کی بنیاد رکھی گئی تو آپ نے تین کمروں کی تعمیر کا پورا خرچ ادا کیا اور ایک ایمبولینس خرید کر ہسپتال کے لئے دی۔

مکرم سید نور عالم صاحب سابق امیر جماعت کلکتہ محترم بانی صاحب کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ خدمت خلق کے جذبہ نے آپ کو اتنے بلند مقام پر پہنچا دیا تھا جہاں ہر ایک کی رسائی مشکل ہے۔ آپ صرف راہنمائی نہیں بلکہ رہبری کرتے تھے۔ مثلاً اڑیسہ کے ایک غریب لڑکے نے آپ کو لکھا کہ اُس کی ایک ٹانگ کسی حادثہ کی وجہ سے ڈاکٹروں نے کاٹ دی ہے اور وہ ایک معطل زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ آپ نے اس کو کلکتہ بلواکر خود ڈاکٹروں کو دکھایا اور بعد مشورہ آرڈر دے کر مصنوعی ٹانگ بنوائی۔ دورانِ قیام اس لڑکے کے تمام مصارف کے متکفل رہے۔ بالآخر نئی ٹانگ کے ساتھ اسے سٹیشن پر پہنچایا۔ ہاتھ میں ٹکٹ دے کر ٹرین میں بٹھایا اور خدا حافظ کہہ کر گھر آئے۔

مکرم سید نور عالم صاحب نے ایک بار آپ سے پوچھا کہ آپ نے اپنے بیٹے کی شادی قادیان جاکر کیوں کی حالانکہ کلکتہ میں تمام انتظامات آسانی سے مہیا ہو سکتے تھے۔ فرمایا کلکتہ میں بڑے لوگ اس طرح کے کھانے ہمیشہ کھاتے ہیں مگر درویش بھائیوں کو اس قسم کی تقریبات میں شمولیت کا کہاں موقعہ ملتا ہے۔

مہمان نوازی کا وصف آپ میں نمایاں تھا۔ مولوی بشیر احمد صاحب نے لکھا کہ کلکتہ میں احمدیہ مسجد کی تعمیر سے قبل ہر مہمان کے قیام وطعام کا انتظام محترم بانی صاحب ہی کرتے تھے۔ 1963ء میں پاکستان سے حافظ عزیز احمد صاحب کو نماز تراویح پڑھانے کے لئے منگوایا تو اُن دنوں اچانک کلکتہ میں فرقہ وارانہ فسادات شروع ہوگئے۔ ٹیکسی لے کر بڑی مشکل سے مَیں اور حافظ صاحب حضرت سیٹھ صاحب کے مکان پر پہنچے۔ آپ نے ہمارے قیام اور نماز تراویح کا انتظام گھر پر کیا۔ ایک ماہ ہم دونوں کی مہمان نوازی کے علاوہ اپنے خرچ پر آپ نے حافظ صاحب کو بذریعہ ہوائی جہاز کلکتہ سے واپس کراچی بھجوانے کا بھی اہتمام کیا۔

جلسہ سالانہ قادیان کے لئے کلکتہ سے آنے والے مہمانوں کو اپنے گھر میں ٹھہراتے۔ اور مہمانوں کی خاطر جلسہ کے دنوں میں اپنے طور پر ایک باورچی کا بندوبست کرتے جو مہمانوں کی پسند کے موافق کھانے تیار کرتا۔ آپ کا گھر ریلوے سٹیشن کے قریب ہی تھا اور رات کی ٹرین سے آنے والے مسافر آپ کے گھر کے سامنے سے گزرتے تھے۔ آپ نے گھر کے باہر تیز روشنی والے بلب لگوائے اور گھر والوں کو تاکیدی ہدایت دی کہ ٹرین آنے کے اوقات میں یہ بلب روشن رکھے جائیں۔

آپ کی عادات حسنہ میں سے ایک یہ بھی تھی کہ اگر کسی فرد کی امداد کرنا مقصود ہوتی تو متعلقہ دفتر کو اُس فرد کے بعض اوصاف تحریر کرکے لکھتے کہ اس لئے اُن کو میری رقم میں سے اس قدر رقم دے دی جائے۔ یہ آپ کی تواضع اور فروتنی کا ایک خوبصورت رنگ تھا نیز اس بھائی کو احساس کمتری سے بچانے کا احسن طریق بھی۔ گویا کہ یہ امداد نہ ہو بلکہ اُس بھائی کو اُس کے اوصاف کی بِنا پر ہدیہ پیش کیا جارہا ہو۔

آپ اڑیسہ اور بہار کے چالیس پچاس مستحق افراد کو باقاعدگی کے ساتھ ماہانہ وظیفہ دیا کرتے تھے جن میں اکثریت بیوگان و یتامیٰ کی ہوتی تھی۔ مرکزی افسران جب دورے پر کلکتہ تشریف لاتے تو آپ ان کو ایسے افراد کی فہرست دے کر یہ جائزہ لینے کی درخواست کرتے کہ اس فہرست میں کسی ردّوبدل کی ضرورت تو نہیں۔ یہ بھی تاکید فرماتے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی مستحق محروم ہو جائے اور غیر مستحق کو وظیفہ ملتا رہے۔ لفظ ’مستحق‘ کے معروف معنی سے آپ بخوبی آگاہ تھے۔ چنانچہ اگر کسی احمدی کی امداد کا معاملہ سامنے آتا تو آپ کے نزدیک مستحق وہ ہوتا جو نظام سلسلہ سے اخلاص کا تعلق رکھتا ہو، صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو اور اپنے اچھے دنوں میں حتی المقدور مرکزی چندے ادا کرتا رہا ہو۔ کسی باہر کی جماعت کا کوئی احمدی آپ سے امداد طلب کرتا تو آپ اس کو مرکز سے رجوع کرنے کا مشورہ دیتے اور یقین دلاتے کہ مرکز نے اگر سفارش کردی تو وہ ضرور امداد کریں گے اور اگر مقامی جماعت کا کوئی فرد آپ سے

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 5؍جولائی 2010ء میں شائع ہونے والی مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔ اس نظم میں شہدائے لاہور کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔

آنکھ اشکبار ، دل حزیں ، پر لب سیئے سیئے
ہم مرضیٔ خدا پہ ہیں سر خم کیے کیے

دل کو نہیں مجال کہ شکوہ کرے کوئی
گزری ہے عمر خون کے آنسو پیے پیے

لکھ دی پھر اہلِ صدق نے اک داستاں نئی
گردن کٹا کے عشق میں سجدہ کیے کیے

یہ کاروانِ اہلِ محبت عجیب ہے
ہر طفل و پیر شوق شہادت لیے لیے

کچھ جی رہے ہیں موت کے سائے میں بیٹھ کر
کچھ مر کے راہِ یار میں ہر پَل جیے جیے

لَو بڑھ گئی زمین کی روشن ہوا جہاں
ہم نے جو بیچ خاک کے کچھ رکھ دیے دیے

امداد کا طلبگار رہوتا تو آپ فرماتے کہ امیر جماعت سے چٹھی لے کر آئیں۔ اس قسم کی پابندی اس لئے تھی کہ جماعت کے اندر دست سوال دراز کرنے کا طریق رواج نہ پائے نیز غیر ذمہ دارانہ طور پر امداد کرنے سے جماعتی تنظیم کو صدمہ نہ پہنچے۔

برطانیہ کے ولی عہد شہزادہ ویلز دسمبر 1921ء میں ہندوستان آئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ''تحفہ شہزادہ ویلز'' کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ حضورؓ کی تجویز کے مطابق 32208 احمدیوں نے ایک آنہ فی کس جمع کرکے اس کتاب کی اشاعت کا انتظام کیا اور جماعت احمدیہ کے ایک وفد نے لاہور میں 27 فروری 1922ء کو پرنس کی خدمت میں یہ کتاب پیش کی۔ شہزادہ نے تحفہ قبول کرتے ہوئے اپنے چیف سیکرٹری کے ذریعہ اس کا شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر چالیس معزز افراد احمدیہ وفد میں شامل تھے جن میں محترم بانی صاحب کا نام بھی شامل تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مارچ 1944ء سے نماز مغرب کے بعد مسجد مبارک قادیان میں مجلس علم وعرفان کا آغاز فرمایا۔ یہ مجلس دینی حقائق اور قرآنی معارف کی ایک بے مثال درسگاہ بن گئی جس میں احباب اس کثرت سے شامل ہوتے کہ لاؤڈ سپیکر کی ضرورت شدّت سے محسوس ہوتی۔ یہ اہم ضرورت محترم بانی صاحب نے پوری کردی اور 16 جون 1946ء سے لاؤڈ سپیکر کا انتظام ہوگیا۔ جس پر حضور نے اظہار خوشنودی کرتے ہوئے دعا کروائی۔

مولوی شریف احمد امینی صاحب مربی کلکتہ بیان کرتے ہیں کہ محترم بانی صاحب کا معمول تھا کہ روزانہ شام کو دکان بند کرکے اپنے بیٹوں کے ہمراہ سیدھے مسجد میں آتے اور نماز عشاء باجماعت ادا کرکے گھر جاتے۔ ہر اتوار کو درس القرآن اور دیگر جماعتی تقریبات میں افراد خاندان سمیت شریک ہوتے۔ مسجد کی ضروریات کو بھی خندہ پیشانی سے پورا کرتے۔ آپ نے ایک دفعہ یہ ذکر کیا کہ مَیں نے اپنی زندگی کا نصب العین یہ قرار دے لیا ہے کہ مَیں حتی الوسع اپنے درویش بھائیوں کا جو قادیان میں مقیم ہیں، ہر طرح سے خیال رکھوں گا۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ 1974ء میں جب سینکڑوں احمدیوں نے ربوہ میں پناہ لی تو اُن مہاجرین کی خدمت کی محترم والد صاحب کو بہت توفیق ملی اور ہزارہا روپیہ سے مدد کی حالانکہ ان دنوں آپ شدید بیمار تھے اور اسی بیماری میں ہی آپ کی وفات ہوئی۔ لیکن بستر مرگ پر بھی آپ کو مہاجرین کا خیال تھا اور خاکسار کو امدادی رقوم بھجوانے کے بارہ میں تاکید فرماتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد بھی حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے ہماری والدہ صاحبہ کو خط لکھا کہ ''ہمارے بعض مہاجر بھائی انتہائی تکلیف میں ہیں۔ نقصان کا حلقہ اس قدر وسیع تھا اور شدّت اتنی تھی کہ جماعت کے لئے یہ ناممکن تھا کہ نقصان کا دسواں حصہ تو درکنار پچاسواں حصہ بھی پورا کرسکے۔ ان کے حالات کو دیکھ کر سخت روحانی اذیت ہوتی ہے۔ مکرم ومحترم سیٹھ صاحب مرحوم چونکہ ہمیشہ خدمت خلق کے لئے وقف رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے نیک کاموں کو جاری رکھنے کے لئے آپ کی خدمت میں حسب ذیل تجویز پیش کرنی چاہتا ہوں۔ بے گھر اور بے سامان لٹے پٹے مہاجرین کی امداد کے سلسلہ میں آپ جتنی رقم شرح صدر کے ساتھ خرچ کرسکتی ہیں۔ خاکسار کو مطلع فرمائیں۔ امید ہے میری اس تجویز پر ہمدردانہ غور فرمائیں گی۔ اللہ تعالیٰ دین ودنیا میں اس کی جزا عطا فرمائے اور بہت بڑھ چڑھ کر خدمت دین اور خدمت بنی نوع انسان کی توفیق بخشے۔ آمین''۔

چنانچہ خدا تعالیٰ نے والدہ صاحبہ کو بھی اس حوالہ سے نمایاں رقم پیش کرنے کی توفیق دی۔

محترم والد صاحب کی مرض الموت میں ایک عام آدمی یہ اندازہ نہیں کرسکتا تھا کہ آپ سخت تکلیف میں ہیں۔ آپ نے بڑے صبر کے ساتھ اپنے مرض کی تکلیف کو برداشت کیا اور اس حالت میں بھی اپنے شناسا غیر از جماعت احباب کو تبلیغی خطوط لکھوائے۔

مکرم چوہدری انور احمد کاہلوں صاحب لکھتے ہیں کہ میں جب کلکتہ میں امیر تھا تو سیٹھ صدیق بانی صاحب اور ان کے بھائی محمد یوسف بانی صاحب نے احمدیہ مسجد کی تعمیر کی تجویز پیش کی اور دونوں بھائیوں نے پچیس ہزار روپے کی خطیر رقم ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ یہ اتنی بڑی رقم تھی جو میری تین سال کی تنخواہ سے بھی زیادہ تھی۔ دیگر احمدیوں نے بھی دل کھول کر چندہ دیا۔ جس سے مسجد کے لئے زمین خرید لی گئی۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے محترم بانی صاحب کے بارہ میں تحریر فرمایا کہ تقسیم ملک کے بعد آپ کے دل میں یہ جذبہ موجزن ہوا کہ مرکز میں قیام کرکے اس کی خدمت کرنا ہر ایک احمدی پر فرض ہے۔ اگر ہم ذاتی طور پر ایسا نہیں کرسکے تو ہم پر لازم ہے کہ درویشان کو اپنا نمائندہ سمجھ کر ان کی ضروریات کا خیال رکھیں۔ اسی جذبہ کے تحت آپ اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ قادیان آئے اور ہر گھر میں جاکر ذاتی طور پر جائزہ لینے کے بعد اپنی طرف سے چار ماہ کی گندم دینے کی پیشکش تین سال کے لئے کی اور یہ سلسلہ پھر جاری رہا۔ اسی طرح کلکتہ اور مدراس کی مساجد کے لئے گراں قدر عطایا۔ ترجمۃ القرآن ہندی اور تعمیر لنگر خانہ قادیان کے جملہ اخراجات، نصرت گرلز سکول قادیان کی چھوٹی بچیوں کو یونیفارم اور نوجوان بچیوں کو برقعے مہیا کرنا۔ مدرسہ احمدیہ کے طلبا کے لئے اعلیٰ وظائف، قادیان کی مساجد میں بجلی کے پنکھے لگوانا، لڑکوں اور لڑکیوں کے سکولوں میں پنکھے لگوانا اور پورا فرنیچر مہیا کرنا۔ مریضوں کے علاج کے علاوہ غرباء ناداروں اور بیوگان کی امداد کرنا۔ گرم پارچات اور کمبل دینا۔ پھر مسجد اقصیٰ ربوہ کی تعمیر کے کُل اخراجات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اجازت سے آپ نے بانشراح صدر ادا کئے۔ منارۃ المسیح کی سفیدی کے لئے ایک خطیر رقم مرکز میں جمع کروادی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف سے آپ کو صدر انجمن احمدیہ قادیان کی رکنیت کا شرف عطا ہوا جو آپ کی وفات تک قائم رہا۔

محترم محمد صدیق شاکر صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 25 جون 2010ء میں مکرم محمود احمد قریشی صاحب نے ایک مخلص خادم دین محترم محمد صدیق شاکر صاحب کا ذکر خیر کیا ہے۔

محترم محمد صدیق صاحب شاکر ابن مکرم غلام نبی صاحب نے یکم جولائی 2000ء کو وفات پائی۔ آپ خدمت دین، خدمت خلق، حسن اخلاق اور حسن کارکردگی کی وجہ ہردلعزیز تھے۔ میری اُن سے شناسائی 1952ء میں ہوئی جب خاکسار ملازمت کے سلسلہ میں ربوہ سے لاہور آیا۔ ذیلی تنظیموں اور جماعتی امور میں اکٹھے کام کرتے ہوئے ہمارا باہمی مضبوط تعلق قائم ہوگیا۔ محترم شاکر صاحب قریباً 25 سال (تاوقت وفات) صدر حلقہ بھاٹی گیٹ کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ افراد جماعت کو ایک خاندان کی طرح بنانے میں اُن کا بے حد دخل تھا۔ اسی طرح جماعت احمدیہ لاہور کا سیکرٹری وقف جدید بھی انہیں وفات تک منتخب کیا جاتا رہا اور قریباً ہر سال مجلس مشاورت مرکزیہ کے نمائندہ کے طور پر بھی منتخب ہوتے رہے۔

مرحوم اپنے اہل وعیال کے لئے نہایت شفیق، دوستوں کے لئے معین ومددگار اور ان کی تکلیف کے وقت غمگسار اور عام احباب کے لئے مستعد خدمت گزار تھے۔ ملنے والوں کو ہمیشہ خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ خلافت اور سلسلہ احمدیہ کے ساتھ نہایت ہی عقیدت اور وابستگی تھی۔

1954ء میں لاہور میں آنے والے سیلاب میں ان کو نمایاں خدمات کا موقع ملا۔ 1965ء میں چند خدام کے سپرد ایک کام کیا گیا جسے انہوں نے نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا جس پر حضرت مصلح موعود نے اظہار خوشنودی کرتے ہوئے فرمایا کہ

''خدام الاحمدیہ نہایت اعلیٰ کام کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جب ہم بیماری اور بڑھاپے کا شکار ہوئے تو اس نے نوجوانوں کو ہمت بخشی اور انہوں نے نہایت ضروری بوجھ اٹھالیا، بہرحال میں خدام الاحمدیہ لاہور سے خوش ہوں۔ بہت خوش اتنا کہ آپ اس وقت اس کا اندازہ بھی نہیں کرسکتے''۔ خدام کے اس گروپ میں مکرم محمد صدیق شاکر صاحب بھی شامل تھے۔

حضرت مرزا دین محمد صاحبؓ آف لنگروال

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28 جون 2010ء میں مکرمہ ج۔ رانا صاحبہ نے اپنے دادا حضرت مرزا دین محمد صاحبؓ آف لنگروال کا ذکر خیر کیا ہے۔

خاکسارہ کے دادا جان تقریباً 1860ء میں مرزا نتھو بیگ صاحب کے گھر لنگروال تحصیل بٹالہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ایک بہن اور تین بھائی تھے۔ آپ کی شادی قادیان میں محترمہ عظمت بی بی صاحبہ سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بیٹی اور دو بیٹے مکرم مرزا اکبر بیگ صاحب جن کو سردار بیگ صاحب بھی کہتے تھے اور ہمارے اباجان مکرم مرزا محمد شریف بیگ صاحب سے نوازا۔

حضرت مرزا دین محمد صاحبؓ زمیندارہ کرتے تھے اور لنگروال میں دو مربع اراضی کے مالک تھے۔ لنگروال نام پہلے کچھ اَور تھا۔ لیکن آپؓ کی مہمان نوازی کی وجہ سے اس کا نام لنگروال مشہور ہوگیا۔ صبح شام آپؓ کے دسترخوان پر جب تک کوئی مہمان نہ ہوتا آپؓ کھانا نہ کھاتے۔ ایک واقعہ جو گاؤں میں مشہور ہے کہ ساتھ والے گاؤں میں ایک سکھوں کی بارات آئی بارات نے فرمائش کی کہ ہم نے پلاؤ زردہ ہی کھانا ہے۔ گاؤں والے غریب تھے انہوں نے کہا کہ یہ تو مرزا دین محمد صاحب ہی کھلا سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ تک بات پہنچی۔ آپؓ دعا کرتے ہوئے گھر گئے اور اپنی اہلیہ سے کہا کہ اس طرح بارات آئی ہے آج وہ ہماری مہمان ہوگی۔ گھر والوں نے بتایا کہ چاول تو گھر میں نہیں ہیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ اندر کوٹھڑی میں جو مٹکا پڑا ہے اس میں ہوں گے۔ حالانکہ سب مٹکے خالی تھے لیکن اُس وقت جب اندر والا مٹکا کھولا گیا تو وہ چاولوں سے بھرا پڑا تھا۔ چنانچہ اس سے پلاؤ زردہ پکایا گیا اور بارات کی تواضع ہوئی۔

لنگروال میں آپؓ کا ایک خاندانی باغ تھا۔ لیکن اس کا مقدمہ کردیا گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں عرض کیا گیا تو حضورؑ نے دعا کی اور وہ باغ دوبارہ آپؓ کو مل گیا۔

آپؓ بڑے قدآور تھے۔ سفید پگڑی باندھتے اور داڑھی رکھتے تھے۔ غربا کی مدد کرتے۔ بہت نیک اور عبادت گزار تھے۔ پھلدار درخت لگانے کا شوق تھا۔ جب بھی وقت ملتا تو قادیان جاکر حضورؑ کی خدمت میں رہنے اور خدمت کرنے کی کوشش کرتے۔ قادیان میں اپنے قیام کے بارہ میں آپؓ بیان فرماتے ہیں: ''جس کمرہ میں آپ کی رہائش تھی وہ چھوٹا سا تھا جس میں ایک چارپائی اور تخت پوش تھا۔ چارپائی تو آپ نے مجھے دی ہوئی تھی اور خود تخت پر سوتے تھے فجر کی اذان کے وقت آپ پانی کے ہلکے ہلکے چھینٹوں سے مجھے جگا دیتے''۔

آپؓ کی ایک اور روایت ہے کہ ''بٹالہ میں آپ (حضرت مسیح موعودؑ) کی ایک حویلی تھی وہاں جاکر اترتے۔ صبح کا کھانا آپ گھر سے کھا جاتے بٹالہ میں شام کے لئے مجھے دو پیسے دیتے میں اس کی دو روٹیاں اور دال لے کر آتا۔ آپ اس میں سے بہت تھوڑی روٹی کھاتے یعنی 1/4 حصہ اور اس کے بعد وہ روٹی اس مکان میں ایک غریب شخص رہتا تھا اس کو دے دیتے۔ اس کے بعد نوکر کو جو گھوڑا لے کر جاتا تھا دو آنے دیتے اور مجھے چار آنے دیتے کہ بازار سے جاکر حسب منشا روٹی کھالو۔ دوسرے دن آپ تحصیل میں چلے جاتے میں باہر بیٹھتا تھا۔ دوپہر کے وقت وقفہ ہوتا تھا۔ اس میں آپ باہر تشریف لاتے اور مجھے چند پیسے دیتے کہ بھوک لگی ہوگی کوئی چیز کھالو''۔

حضرت مرزا دین محمد صاحبؓ 1944ء میں وفات پائی اور آپؓ کے اپنے باغ میں ہی تدفین ہوئی۔ آپؓ کی اہلیہ محترمہ عظمت بی بی صاحبہ موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 2/جولائی 2010ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک طویل نظم ''یا ربّ مدد'' شامل اشاعت ہے جس میں شہدائے لاہور کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

ہر طرف ہے شورِ محشر الاماں یا ربّ مدد
تیرے عاشق ہوگئے ہیں نیم جاں یا ربّ مدد
قبل اس کے پھر اُٹھے آہ وفغاں یا ربّ مدد
پھر قیامت ہم پہ ٹوٹے ناگہاں یا ربّ مدد
پھٹ گیا دل دیکھ کر وہ بے بسی بے چارگی
اور گھنٹوں تک وہ رقصِ بسملاں یا ربّ مدد
جو خموشی کی ردا سو سال تک اوڑھے رہے
بلبلا اٹھے ہیں اب وہ بے زباں یا ربّ مدد
رات کو سجدوں میں کرلیتے ہیں آہ وزاریاں
اور دن میں تجھ سے ہیں سرگوشیاں یا ربّ مدد
بے حسی کی چادریں اوڑھے ہیں اہلِ اختیار
ہم سے غافل ہیں ہمارے حکمراں یا ربّ مدد

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

February 14, 2014 – February 20, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday February 14, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00	Yassarnal Quran
01:30	Huzoor's Address In Koblenz: An address delivered by Huzoor at Military Headquarters in Koblenz, Germany. Recorded on May 30, 2012.
02:45	Japanese Service
03:45	Tarjamatul Quran Class: Recorded on March 12, 1997.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 20
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran: An Urdu programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
06:55	Jalsa Salana USA Address: Recorded on June 30, 2012.
08:05	Siraiki Service
08:30	Rah-E-Huda: An interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
10:00	Indonesian Service
11:05	Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
11:45	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Quran Sab Se Acha
13:00	Live Friday Sermon
14:15	Yassarnal Quran
14:40	Shotter Shondhane
15:45	Islami Mahino Ka Ta'aruf: A programme about Islamic lunar calendar.
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana USA Address [R]
19:30	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
20:25	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-E-Huda

Saturday February 15, 2014

00:00	World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:40	Yassarnal Quran
01:05	Jalsa Salana USA Address
02:15	Friday Sermon: Recorded on February 14, 2014.
03:20	Rah-E-Huda
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 21
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:25	Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00	Jalsa Salana UK Address: Recorded on July 23, 2011 in ladies Jalsa Gah.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time: A children's programme featuring Islamic stories, teaching various aspects of religious and moral values.
08:55	Question And Answer Session: Recorded on December 3, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on February 14, 2014.
12:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30	Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Memories Of Hazrat Musleh Ma'ood
16:00	Live Rah-E-Huda: An interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
17:35	Al-Tarteel
18:05	World News
18:30	Jalsa Salana UK Address [R]
19:30	Faith Matters: A contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-E-Huda
22:35	Story Time
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday February 16, 2014

00:05	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al-Tarteel
01:25	Jalsa Salana UK Address
02:30	Story Time
02:50	Friday Sermon: Recorded on February 14, 2014.
04:05	Memories Of Hazrat Musleh Ma'ood
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 22
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Quran: An Urdu programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00	Huzoor's Mulaqat With Lajna & Nasirat: Recorded on November 7, 2013 in Nagoya, Japan.
07:40	Faith Matters
08:40	Question And Answer Session: Recorded on January 29, 1995.
10:05	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on March 16, 2012.
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40	Yassarnal Quran
13:05	Friday Sermon: Recorded on February 14, 2014.
14:10	Shotter Shondhane
15:10	Huzoor's Mulaqat with Lajna & Nasirat [R]
16:00	Ashab-e-Ahmad
16:35	Kids Time: A children's program teaching various prayers, Hadith, general Islamic knowledge and arts and crafts.
17:20	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Huzoor's Mulaqat with Lajna & Nasirat [R]
19:30	Live Beacon Of Truth: An interactive English talk show series exploring various matters relating to Islam.
20:30	Ice Fishing In Canada
21:10	Friday Sermon [R]
22:25	Question And Answer Session [R]

Monday February 17, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Yassarnal Quran
01:20	Huzoor's Mulaqat With Lajna & Nasirat
02:00	Ice Fishing In Canada
02:35	Friday Sermon: Recorded on February 14, 2014.
03:50	Real Talk
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 23
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel
07:00	Huzoor's Address To US Congress: Recorded on July 1, 2012.
08:15	International Jama'at News
08:45	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:05	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on November 24, 1997.
10:05	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on November 29, 2013.
11:10	The Prophecy Of Musleh Ma'ood
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40	Al-Tarteel
13:10	Friday Sermon: Recorded on April 25, 2008.
14:15	Bangla Shomprochar
15:20	The Prophecy Of Musleh Ma'ood
16:10	Rah-E-Huda
17:40	Al-Tarteel
18:10	World News
18:30	Huzoor's Address To US Congress [R]
19:45	Real Talk
20:45	Rah-E-Huda
22:15	Friday Sermon [R]
23:25	The Prophecy Of Musleh Ma'ood

Tuesday February 18, 2014

00:20	World News
00:40	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:10	Al-Tarteel
01:40	Huzoor's Address To US Congress
02:55	Kids Time
03:25	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
03:45	Friday Sermon: Recorded on April 25, 2008.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 24
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Huzoor's Mulaqat With Lajna & Nasirat: Recorded on November 7, 2013 in Nagoya, Japan.
07:35	Seminar Seerat-un-Nabi
08:15	Australian Service
08:45	Question And Answer Session: Recorded on January 29, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on February 14, 2014.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
13:00	Real Talk: A discussion
14:00	Bangla Shomprochar
15:10	Spanish Service
15:45	Quiz General Knowledge: A quiz competition programme based on general knowledge.
16:45	Seminar Seerat-un-Nabi
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Huzoor's Mulaqat With Lajna & Nasirat
19:05	Friday Sermon: Arabic translation Friday sermon delivered on February 14, 2014.
20:05	The Services Of Jama'at Ahmadiyya
21:00	From Democracy To Extremism: A series of studio discussions, examining the violation of the fundamental rights of the Ahmadiyya Muslim Community in Pakistan in 1974.
22:00	Australian Service
22:40	Question And Answer Session [R]

Wednesday February 19, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Quran
01:20	Huzoor's Mulaqat With Lajna & Nasirat
02:30	The Services Of Jama'at Ahmadiyya
03:35	Australian Service
04:05	Seminar Seerat-un-Nabi
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 25
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:25	Al-Tarteel : An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00	Jalsa Salana UK Address: Recorded on July 24, 2011.
08:25	Real Talk
09:30	Question And Answer Session: Recorded on December 3, 1995.
10:35	Indonesian Service
11:35	Swahili Service
12:35	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
13:00	Al-Tarteel
13:30	Friday Sermon: Recorded on April 25, 2008.
14:40	Bangla Shomprochar
15:45	Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
16:25	Kids Time
17:00	Faith Matters: A contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
18:00	Al-Tarteel
18:35	World News
18:55	Jalsa Salana UK Address [R]
20:20	Real Talk
21:25	Deeni-O-Fiqahi Masail
22:00	Kids Time
22:30	Friday Sermon [R]
23:40	Intikhab-e-Sukhan

Thursday February 20, 2014

00:45	World News
01:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:25	Al-Tarteel
02:00	Jalsa Salana UK Address
03:25	Deeni-O-Fiqahi Masail
04:00	Faith Matters
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 26
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
06:50	Huzoor's Address To US Congress: Recorded on July 1, 2012.
08:05	Beacon Of Truth: An interactive English talk show series exploring various matters relating to Islam.
09:05	Tarjamatul Quran Class: Recorded on March 18, 1997.
10:10	Indonesian Service
11:10	Pushto Muzakarah
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
12:55	Beacon Of Truth
14:00	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on February 14, 2014.
15:05	Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
15:35	Maseer-E-Shahindgan: A Persian programme
16:10	Tarjamatul Quran Class [R]
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:25	Huzoor's Address To US Congress
19:40	Faith Matters
20:40	Hijrat: A programme featuring the problems faced by the 1st generation of immigrants who settled in the west.
21:15	Tarjamatul Quran Class [R]
22:25	Yassarnal Quran
22:55	Beacon Of Truth

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 07 February, 2014 | Issue No. 06

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جاپان 2013ء

❁......ناگویا سے ٹوکیو کے لئے روانگی۔❁......ٹوکیو میں پریس کانفرنس جس میں پریس کے نمائندوں کے علاوہ کئی دیگر معززین بھی شامل ہوئے۔❁......اسلام کی خوبصورت تعلیمات اور جماعت احمدیہ کی خدمتِ انسانیت اور اسلام کے حقیقی پیغام کی اشاعت کے سلسلہ میں مساعی کا تذکرہ۔

❁......Asakusa کا وزٹ۔❁......انفرادی وفیملی ملاقاتیں۔❁......نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ جاپان کے ممبران کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگ۔مختلف شعبہ جات کی کارکردگی کا جائزہ اور حضور انور کی اہم ہدایات۔

جاپان سے لندن کے لئے روانگی.................مسجد فضل لندن میں آمد اور استقبال

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

10 نومبر 2013ء بروز اتوار

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح سوا پانچ بجے ہوٹل کے ایک ہال میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔

ناگویا سے ٹوکیو کے لئے روانگی

آج پروگرام کے مطابق ناگویا (Nagoya) سے بذریعہ ٹرین ٹوکیو (Tokyo) کے لئے روانگی تھی۔

صبح دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے باہر تشریف لائے تو ہوٹل کی لابی (Lobby) میں خواتین اور بچیاں اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھیں۔ اس موقع پر بچیوں کے گروپ نے دعائیہ گیت پیش کیا۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کرتے ہوئے سب کو السلام علیکم کہا اور اجتماعی دعا کروائی۔ اس کے بعد ناگویا ریلوے سٹیشن کے لئے روانگی ہوئی۔

دس بج کر پینتیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ریلوے سٹیشن پہنچے۔ یہاں سے ٹوکیو کے لئے ٹرین کی روانگی گیارہ بجکر تین منٹ پر تھی۔ گاڑی اپنے وقت پر ٹھیک گیارہ بج کر ایک منٹ پر اپنے پلیٹ فارم پر پہنچی اور گیارہ بج کر تین منٹ پر ٹوکیو کے لئے روانہ ہوئی۔ جاپان میں گاڑیاں اپنے وقت پر آتی ہیں اور اپنے وقت پر آگے روانہ ہوتی ہیں۔ وقت کے لحاظ سے ایک منٹ کی بھی تاخیر نہیں ہوتی۔

ناگویا سے ٹوکیو کا فاصلہ قریباً ساڑھے تین سو کلومیٹر ہے۔ اس بلٹ ٹرین Nazomi سپر ایکسپریس کی رفتار بعض جگہوں پر 280 کلومیٹر فی گھنٹہ اور بعض جگہوں پر تین سو کلومیٹر فی گھنٹہ ہوتی ہے۔

راستہ میں یہ ٹرین Yokohama اور Shinagawa کے ریلوے سٹیشن پر رکتی ہوئی بارہ بج کر تینتیس منٹ پر ٹوکیو کے سٹیشن پر پہنچی۔

ریلوے سٹیشن ٹوکیو پر احباب جماعت حضور انور کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ ریلوے سٹیشن سے روانہ ہو کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک بج کر دس منٹ پر اپنی جائے رہائش ہوٹل Ana Intercontinental تشریف لے آئے۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہوٹل کے ایک ہال میں (جو نمازوں کی ادائیگی کے لئے حاصل کیا گیا تھا) تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

ٹوکیو میں پریس کانفرنس

آج اسی ہوٹل Continental میں پروگرام کے مطابق ایک پریس کانفرنس کا انعقاد تھا۔ جس میں پریس کے نمائندوں کے علاوہ بعض دیگر جاپانی مہمان بھی شامل تھے۔ مہمانوں کی کل تعداد 64 تھی جن میں Yomiuri اخبار اور Chugai Nippo اخبار کے تین جرنلسٹس کے علاوہ دو ممبران پارلیمنٹ، سات مختلف اداروں کے پریذیڈینٹس، Shinto Temple کے ہیڈ، پروفیسرز، ڈاکٹرز اور دیگر مہمان شامل تھے۔

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کانفرنس ہال میں تشریف لائے اور پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ امجد عارف صاحب نے کی اور فرحان ملک صاحب نے اس کا جاپانی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزم عمر احمد ڈار نے ایک تعارفی ایڈریس پیش کیا۔ بعد ازاں عزیزم حزقیل احمد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور جماعت احمدیہ کے تعارف کے حوالہ سے اپنا ایڈریس پیش کیا۔

آج اس پریس کانفرنس کے پروگرام میں شامل ہونے والے مہمانوں میں جاپان کے ایک سب سے سینئر پارلیمینٹیرین Dr. Jimi Shozaburo بھی شامل تھے۔ موصوف 38 سال تک جاپان کے ممبر پارلیمنٹ رہے ہیں اور وزیر خزانہ اور وزیر پوسٹل سروسز بھی رہے ہیں۔ موصوف حضور انور کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

موصوف نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا: آج حضور انور کے ساتھ بیٹھنا میرے لئے بہت عزت، وقار اور غیر معمولی اعزاز کا باعث ہے اور میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ آج حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہا ہوں۔

موصوف نے کہا: جاپان میں آنے والے زلزلہ اور سونامی کے بعد جب میں دورہ کرتے ہوئے اچانک ایک سکول میں گیا تو وہاں جماعت احمدیہ ہیومینٹی فرسٹ کا کیمپ لگا ہوا دیکھا اور دیکھا کہ یہ لوگ سب سے پہلے خدمت کے لئے پہنچے، ان کا جذبہ قابل قدر تھا اور جوش اور ولولہ تھا۔ آج میں حضور انور کی خدمت میں خاص طور پر شکریہ ادا کرنے آیا ہوں کہ جماعت احمدیہ نے اس مصیبت کی گھڑی میں ہماری بہت خدمت کی ہے۔

موصوف نے کہا کہ جب میں نے حضور انور کے یورپین پارلیمنٹ اور کیپٹل ہل میں خطابات پڑھے تو مجھے حضور انور کی اہمیت کا اندازہ ہوا۔ اس لئے حضور انور کو ایئرپورٹ پر پروٹوکول دینے کے لئے میں نے بھی اپنی حقیر سی کوشش کی۔ چونکہ میں حکومت میں مختلف وزارتوں میں رہا ہوں اس لئے مجھے علم تھا کہ اہم شخصیات کو کس طرح پروٹوکول دیا جاتا ہے۔

موصوف نے کہا کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد 1951ء میں سان فرانسسکو (امریکہ) میں ایک معاہدہ ہوا تھا جس میں جاپان پر بعض سخت پابندیاں لگائی جارہی تھیں۔ تو اس وقت پاکستان کے وزیر خارجہ سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے جاپان کے حق میں ایک زبردست تاریخی تقریر کی تھی اور کہا تھا کہ معاہدہ اور پابندیاں جاپان کے ساتھ عدل اور انصاف کی بنیاد پر ہونی چاہئیں، انتقام کی بنیاد پر نہیں ہونی چاہئیں اور آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ مستقبل میں جاپان ساری دنیا میں معاشی لحاظ سے اور امن کے لحاظ سے ایک اہم کردار ادا کرنے والا ملک ہوگا۔ چنانچہ آپ نے جاپان کی آزادی میں اور جاپان کے آگے بڑھنے میں بہت عظیم الشان خدمت سر انجام دی۔

موصوف نے کہا میں آج جاپان کے ایک وزیر کی حیثیت سے آپ سب کا شکرگزار ہوں کہ وہ جماعت احمدیہ کے ایک مخلص ممبر تھے اور انہوں نے جماعت کی حمایت میں بہت کام کیا۔

موصوف نے اپنے ایڈریس کے آخر پر پھر کہا کہ میں حضور انور کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور جاپان میں حضور کو خوش آمدید کہتے ہوئے، حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر خوشی محسوس کر رہا ہوں۔

بعد ازاں جرنلسٹس کی طرف سے سوالات کا سلسلہ شروع ہوا۔

☆......جرنلسٹ کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام کے حوالہ سے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا: بائبل جو Old Testament اور New Testament کا مجموعہ ہے۔ اسے ہم عیسائیوں کی کتاب تسلیم کرتے ہیں۔ عیسائیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک نبی سے بڑھ کر خدا کا مقام دیا جاتا ہے اور اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک نبی تسلیم کرتا ہے۔ جس طرح دنیا کی باقی اقوام میں انبیاء آئے، اسی طرح حضرت عیسیٰؑ بھی آئے۔ یہ فرق ہے دونوں مذاہب کی تعلیمات کا۔ ہم عیسیٰؑ کو وہ مقام دیتے ہیں جو ایک انسان کو دینا چاہئے اور خدا کے پیارے کو دینا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: باوجود اس اختلاف کے ہم دنیا میں حضرت عیسیٰؑ کے اصل مقام کو بیان کرتے ہیں۔ اس کے باوجود عیسائیت کے ساتھ مسلمانوں کی وہ مخالفت نہیں ہے جو کسی زمانہ میں ہوا کرتی تھی۔ اب تو عیسائیت میں بھی بہت سے فرقے ایسے ہیں جنہوں نے اس بات کو Realise کر لیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا مقام خدا کا مقام نہیں ہے۔

☆......حضور انور نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے

باقی صفحہ نمبر 09 پر ملاحظہ فرمائیں